عقائدِ اہلسنت کا پاسبان
دوماہی کتابی سلسلہ
کلمۂ حق
پاکستان
- تقویت الایمان کے فتویٰ کی رو سے 616 دیوبندی کافر و مشرک
شیر بیشہ اہل سنت امام المناظرین فاتح دیوبندیت
حضرت مولانا حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی
- فضائل الشعبان مع مبارک راتوں میں روشنی مساجد و مجالس کے متعلق ضروری فتویٰ
خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری
- شب معراج شریف و شب برات اور شب قدر میں مساجد میں چراغاں کرنے کا ثبوت
اور اعتراضات وھابیہ کا رد
اجمل العلماء، سلطان المناظرین حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی
- دیوبندی اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ایک اہم فتویٰ
فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی ذوالفقار علی نعیمی ککراوی (انڈیا)
- مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دجل و فریب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ (قسط نمبر 2)
میثم عباس قادری رضوی
- دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں (قسط نمبر 8)
میثم عباس قادری رضوی
- اکابر دیوبند کے باغی دیوبندی
میثم عباس قادری رضوی
- تحریف بن گذارا بالکل نہیں تمہارا (قسط نمبر 2)
علامہ ابوالحسن محمد خرم رضا قادری
- مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کی جہالتیں (دوسری اور آخری قسط)
فاضل جلیل علامہ وسیم عباس رضوی (کراچی)

کتابی سلسلہ

عقائد اہلسنت کا پاسبان

کلمہ حق

دو ماہی مجلّہ

بوجہ تاخیر اشاعت بتاریخ

20 جولائی 2012ء

شمارہ نمبر 9

ستمبر، اکتوبر 2011ء

بفیضان نظر

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین، شیخ الاسلام و المسلمین، خاتمۃ الفقہا والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین، بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیہ علی العالم اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت مفتی امام الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایڈیٹر عبد المصطفیٰ رضوی — نائب ایڈیٹر غلام صدیق نقشبندی مجددی

منی آرڈر بھیجئے کا پتہ: یوسف مرشد ایکوریم دکان نمبر 2 گراؤنڈ فلور بالچند روچیرم بالڈنگ نزد فریسکو سوئیٹس اینڈ بیکرز شارع لیاقت، برنس روڈ کراچی

کلمہ حق حاصل کرنے کے لئے رابطہ نمبر 0324-2311741

قیمت فی شمارہ 30 روپے — سالانہ فیس 240 روپے

پاسبان اہل سنت وجماعت (پاکستان)

فہرست

الصوارم الہندیہ کے جواب میں دیوبندیوں کی طرف سے شائع کردہ کتاب

''براۃ الابرار'' کا ردِ بلیغ

تقویۃ الایمان کے فتویٰ کی رُو سے ٦١٦

دیوبندی کافر و مشرک

شیر بیشہ اہل سنت امام المناظرین فاتح دیوبندیت

حضرت مولانا حافظ قاری مفتی شاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی

اب کہنا یہ ہے کہ وہابیت و دیوبندیت کے ایک پرچارک جگن پور ڈاکخانہ رونا ہی ضلع فیض آباد کے اُردو ٹیچر عبد الرؤف خاں نے پانچ سو اڑتالیس ٥٤٨ صفحات کی جو یہ مبسوط و ضخیم کتاب ''براء ۃ الابرار عن مکائد الاشرار'' چھ سو سولہ وہابیوں دیوبندیوں کے دستخطوں کے ساتھ مدینہ برقی پریس بجنور میں رنگون کے وہابیہ دیوبندیہ کے روپے سے جو اپنے وقت میں مالداری کے لحاظ سے شداد و قارون کی یادگار ہیں چھپوا کر شائع کرائی ہے اسی کتاب کے صفحہ ٣٠٠ سے صفحہ ٣١٠ تک میں آپ کو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب کا فتویٰ ابھی دکھا چکا ہوں ملاحظہ فرمایئے۔ اسی کتاب کے صفحہ ٥٧ پر ٹیچر صاحب لکھتے ہیں:

''ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نصِ قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا نصِ قطعی سے ثابت نہیں ہے۔''

اَلْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ ان وہابیوں دیوبندیوں کو حضور اقدس خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر کھلی ہوئی عداوت و دشمنی ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطانِ ملعون کے لئے تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نصِ قطعی سے

ثابت بتا دیا لیکن حضور اقدس محبوبِ خدا ﷺ کے صرف محفل میلاد اقدس ہی میں
تشریف لانے کا نصِ قطعی سے ثبوت ہونے کا قطعاً انکار کر دیا اور طُرہ یہ کہ اسی کفری
مضمون کو براہین قاطعہ کی اُس صفحہ ۵۱ والی کفری عبارت کا مطلب بتایا ہے۔ نان
پارہ ضلع بہرائچ شریف کی جامع مسجد میں جو معرکۃ الآرا مناظرہ دیو بندی کفریات پر
میں نے مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی کے ساتھ کیا تھا اس میں جب یہ عبارت میں
نے پیش کی تو مولوی ٹانڈوی صاحب بھوچکا ہو کر مبہوت رہ گئے کچھ دیر سوچ کر
بولے یہ عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۷ سے ادھوری اور ناقص لی گئی ہے اس لیے
اس لئے اس کتاب میں اس عبارت کا صحیح مطلب نہیں سمجھا جا سکتا۔ البتہ براہین
قاطعہ کے صفحہ ۵۷ پر یہ پوری کامل عبارت درج ہے وہاں اِس کا صحیح مطلب بالکل
واضح ہے میں نے فوراً براہین قاطعہ کا صفحہ ۵۷ کھول کر اُن کے آگے رکھ دیا اور کہا
براہ کرم وہ پوری عبارت اس میں دکھا کر صحیح مطلب بتا دیجئے۔ مولوی ٹانڈوی نور محمد
صاحب چندھیا سے گئے اور کچھ جواب نہیں دے سکے۔ بالآخر جواب سے عاجز و
مجبور ہو کر پولیس کو اندیشۂ فساد کی جھوٹی رپورٹیں دلوا کر بذریعہ پولیس یہ زبردست
مناظرہ بند کرا دیا اور اس طرح لاجواب اعتراضات قاہرہ سے اپنا پیچھا چھڑا لیا۔ کہنا
یہ ہے کہ اس کتاب براۃ الابرار پر دستخط کرنے والے چھ سو سولہ ۶۱۶ وہابیہ دیو
بندیہ جن کے فتوے اِس کتاب میں چھپے ہیں جو اس کتاب کے مضامین کو درست
مانتے ہیں۔

اُن سب حضرات کا عقیدہ اس عبارت سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ حضرت
ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان لعین کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی
سے ثابت مانتے ہیں لیکن جو شخص رسول اللہ ﷺ کو یہ مانے کہ جہاں محفل میلاد
شریف ہوتی ہے وہاں بحکم الٰہی تشریف فرما ہوتے ہیں اُس بیچارے کو یہ حضرات

وہابیہ دیو بندیہ مشرک و بے ایمان جانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
لیکن پیچھا تو پھر بھی نہیں چھوٹا۔ میں ابھی سُنا چکا ہوں کہ وہابیوں دیو بندیوں
کے عین اسلام تقویت الایمان کا فتویٰ ہے کہ جو شخص کسی نبی و ولی کو پیر و شہید کو کسی
امام اور امام زادے کو کسی بھوت اور پری کو کسی جن اور شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر
مانے وہ ہر طرح مشرک و کافر ہے خواہ یہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت اُس کے لئے
ذاتی مانے یا اللہ کی دی ہوئی مانے دونوں صورتوں میں شرک و کفر ثابت ہے۔ تو اب
بیچارے سنی مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے یہ چھ سو سولہ ۶۱۶ حضراتِ مولویانِ
وہابیہ دیو بندیہ خود اپنے ہی عین اسلام تقویت الایمان کے فتوے سے مشرک و کافر ہو
گئے۔ لہٰذا ''براۃ الابرار'' کتاب ساری کی ساری مردود نامعتبر ہو گئی کیونکہ مشرکوں کی
تصنیف ہے سچ ہے چاہ کُن را چاہ درپیش، وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا
بِأَهْلِهِ بُرا مکر کرنے والے کا مکر خود اُسی پر پلٹ پڑتا ہے وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ۔

(از کتاب شمع منورہ نجات مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

☆......☆......☆

ضروری وضاحت

علماء اہلِ سنت کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کرنے والے فرقہ دیو بندیہ
اسماعیلیہ، غرابیہ، کذابیہ کے ایک جاہل مولوی حماد دیو بندی نے مجلہ ''راہ سنت'' لاہور
شمارہ ۵ کے صفحہ ۳۲ پر ''الصوارم الہندیہ'' کے جواب کے طور پر ''براۃ الابرار'' کا نام
فخریہ ذکر کیا اور اس کی تعریف کی اس کے بعد ''سیف حق'' نامی مجموعہ مغلطات کے
صفحہ ۵۲ پر بھی مذکورہ دیو بندی نے اس کا ذکر کیا۔ فرقہ دیو بندیہ اسماعیلیہ، غرابیہ،
کذابیہ ہی کے ایک اور رسالے ''نور سنت'' کراچی شمارہ نمبر ۴ میں بھی ''براۃ الابرار''

کی مستقبل قریب میں اشاعت کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تقویت الایمان کے فتوئی کی رو سے "براۃ الابرار" کی تصدیق کرنے والے چھ سو سولہ دیو بندیوں کے علاوہ مولوی حماد دیو بندی سمیت وہ تمام دیو بندی بھی کافر و مشرک قرار پائے جو "براۃ الابرار" کی تحسین کرتے ہیں لہٰذا علماء اہلسنت پر اعتراض کرنے والے دیو بندیو! تقویت الایمان کی روشنی میں پہلے اپنا تو ایمان ثابت کر کے دکھاؤ جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم ثابت نہیں کر سکو گے۔

محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثنا کے علم محیط زمین کے عقیدہ کو شرک قرار دے کر شیطان ملعون کے علم محیط زمین کو نص قطعی سے ثابت ماننے والے دیو بندیو! شیطان ملعون سے اس محبت و وفاداری پر روز قیامت حضور ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ اب بھی وقت ہے اپنے باطل گستاخانہ عقائد سے توبہ کر لو۔

حضرت شیر بیشہ اہلِ سنت کا یہ مضمون میں نے "الصوارم الہندیہ" کے نئے ایڈیشن (مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی مرکز الاولیس ستا ہوٹل داتا دربار لاہور) کے ساتھ بھی شائع کروا دیا ہے۔

"براۃ الابرار" کے پیش کیے گئے حوالہ کا عکس بمعہ ٹائٹل کتاب اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں۔

(میثم قادری رضوی)

☆☆☆

باسمہ تعالیٰ

فرقۂ رضائی کے امام الطائفہ بریلوی خاں خوان نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان سنت، علماء دیوبند و نیز انکے متبعین و منتسبین بلکہ (معاذ اللہ) انکے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر کی اور اطاعتِ شیطان و عصیانِ رحمان میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دارالافتا اسلامی ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان اعلام کے ایک سو چالیس (۱۴۰) فتاویٰ اور چھ سو سولہ (۶۱۶) محافظان شریعت غرا کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات علمائے دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان ہیں۔ اس ضروری امر کے اثبات کے لئے کتاب مجموعہ فتاویٰ مسمّٰی بہ

براۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقۂ رضا خانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبد الرؤف خانصاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین بطول بقایہ، شائع کیجاتی ہے جسکے مطالعے سے ظاہر ہوگا کہ مجدد البدعات کی تمام سعی لاحاصل ہے وہ خود ہی فوارہ لعنت و کفر ہو گئے اور علماء دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب انشاء اللہ رضا خانیوں کے مکائد کے تمام دروازے بند ہونگے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنیکا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کیلئے یہ کتاب آفتاب ہدایت ثابت ہوگی۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین آمین

مطبوعہ مدنیہ برقی پریس بجنور

سے کہا کہ میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے خلقت کو اُس نے کہا کہ ہم بھی جلاتے اور مارتے ہیں تو ابراہیم علیہ السّلام نے کہا کہ بیشک میرا رب سورج کو روز صبح کے وقت پورب سے لاتا ہے۔ پس تو سورج کو صبح کے وقت پچھم سے لا پھر اس بات کو سنکر وہ حیران رہ گیا!

فائدہ۔ بادشاہ نمرود مردود اپنے تئیں سجدہ کرواتا تھا کہ میں بھی خدا ہوں جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے اور نمرود کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا نمرود نے کہا کہ تو نے سجدہ کیوں نہ کیا۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا اُس نے کہا کہ تیرا رب کون ہے انھوں نے جواب دیا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے نمرود نے دو قیدی بلا کر جو لائق مار ڈلنے کے تھے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو مار ڈالا اور کہا کہ دیکھا میں ہوں رب جسے چاہتا ہوں مارتا ہوں جسے چاہتا ہوں نہیں مارتا۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کہا کہ بیشک میرا رب سورج کو روز فجر کے وقت پورب سے لاتا ہے اور تو سورج کو فجر کے وقت پچھم سے لا پھر یہ بات سنکر وہ حیران رہ گیا اور اُس کی عقل جاتی رہی۔ (تفسیر موضح القرآن)

اسی قصہ کے مطابق جب اہل بدعت سے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محفل میلاد میں تشریف لانے کا اعتقاد کرنا شرک ہے اس لئے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت خداوند تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی خاص صفت کسی دوسری کو عنایت نہیں فرمائی مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری نے کہا کہ یہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت خداوند تعالیٰ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ دوسروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ملک الموت اور شیطان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے اس بات کو سُنکر تمام اہل بدعت مثل نمرود مردود کے حیران رہ گئے اور اُن کی عقل جاتی رہی بعد ایک مدت کے جب اہل بدعت کو ہوش آیا تو ان میں سے بانی فرقہ رضاخانی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے مخلوق خدا کو دھوکا دیا اور یہ مشہور کیا کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی شیطان کے علم کو صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہتے ہیں (براہین قاطعہ صفحہ ۱۵)

فضائل الشعبان

مع

مبارک راتوں میں روشنی مساجد و مجالس کے متعلق

ضروری فتویٰ

مؤلف

خلیفہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ

مفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمہ اللہ

شعبان معظم کے فضائل اور اس کے متعلق ہدایات

پروردگارِ عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اُس نے اپنے حبیب اکرم نبی محترم سلطانِ دو عالم فخرِ بنی آدم محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں ہم کو بے شمار نعمتیں بے انتہا رحمتیں اپنی نعمت ہائے گونا گوں سے عطا فرما کر سرفراز و ممتاز فرمایا۔ منجملہ ان کے شعبان و رمضان وہ بابرکت مہینے ہم کو عطا فرمائے جن کی عبادت تمام مہینوں کی عبادت و ریاضت سے افضل ہے۔ مولیٰ سبحانہٗ و تعالیٰ ہم کو اور تمام اُمت مرحومہ کو توفیق عمل عطا فرمائے اور اس مُبارک مہینہ کی برکات سے مستفیض فرمائے۔

شعبان کا روزہ اور پندرہویں شعبان کے فضائل

حدیث نمبر ❶: طبرانی و ابنِ حبان سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور پُر نور سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عداوت والے کو۔ پس جن دو شخصوں میں کوئی دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت الٰہی انہیں بھی شامل ہو۔

حدیث نمبر ❷ و ❸: بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی: حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اِتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔

امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت کی اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث نمبر ❹: ابن ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا۔ ہے کوئی ایسا۔ اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔

حدیث نمبر ❺: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔

حدیث نمبر ❻: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میں نے شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں حضور ﷺ کو روزہ رکھتے نہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مہینہ رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے، لوگ اس سے غافل ہیں اس میں اعمال جناب باری کے حضور میں پیش ہوتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ مسند ابوبکر بن ابی شیبہ و ابن زنجویہ اور مسند ابو یعلی اور ابن ابی عاصم اور ماوردی سے یہ حدیث منقول ہے۔

حدیث نمبر ❼: شیخ عبدالحق محقق رحمۃ اللہ علیہ "ماثبت بالسنۃ" میں بروایت ابن ابی الدنیا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سرور اکرم ﷺ نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے (جو چودہ تاریخ کے بعد آتی ہے) اس شعبان سے اگلے شعبان تک مرنے والوں کا دفتر حضرت ملک الموت کو دیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کرنا۔ پھر یہاں آدمی شادی کرتا ہے مکان تعمیر کرتا ہے حالانکہ اس سال کے مرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔ نزہۃ المجالس میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شب برات یعنی پندرہویں شب شعبان کو میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس رات عبادت میں زیادہ کوشش کیجیے۔ اس لیے کہ اس رات

میں حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ یہ سُن کر حضور ﷺ مصروف عبادت ہوئے کہ پھر دوبارہ جبرئیل حاضر بارگاہِ حضور انور ہوئے اور عرض کی کہ اپنی امت کو خوشخبری دے دیجئے کہ اس رات میں اللہ عزوجل سوائے مشرک کے آپ کی تمام امت کو بخش دیتا ہے۔ پھر عرض کی کہ آسمان کی طرف ملاحظہ فرمایئے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے جنت کے دروازے کُھلے دیکھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور اول دروازہ پر ایک منادی یہ ندا کر رہا تھا کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور دوسرے دروازہ پر یہ آواز بلند تھی کہ اس رات میں سجدہ کرنے والوں کو بشارت ہو اور تیسرے دروازہ پر یہ ندا تھی کہ اس رات میں دعا مانگنے والوں کو مبارک باد اور چوتھے دروازہ پر یہ صدا تھی کہ اس رات میں خوف خدا سے رونے والوں کو بشارت ہو اور پانچویں دروازہ پر فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں نیک عمل کرنے والوں کو مژدہ اور چھٹے دروازہ پر یہ صدائے کرم تھی کہ ہے کوئی سائل جس کا سوال پورا کیا جائے اور ساتویں دروزہ پر یہ ندائے مغفرت تھی کہ ہے کوئی طالبِ مغفرت کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں۔ میں نے کہا جبرئیل علیہ السلام یہ دروازے کب تک کُھلے رہیں گے عرض کی طلوع فجر تک پھر فرمایا کہ اس رات میں جو جہنم کے مستحق ہیں ان کو آتش و دوزخ سے بنی کلب کی بکریوں کے برابر اللہ تعالیٰ آزاد فرماتا ہے۔ (عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے جن کے بکریاں بکثرت ہوتی ہیں۔)

مسلمانوں سے عاجزانہ التماس!

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ۱۵ شعبان المعظم قبل غروب آفتاب اپنے تمام گناہوں سے تائب و مستغفر ہوں جن دو شخصوں میں دنیوی رنج و عداوت ہو مرد ہوں یا عورت باہم صلح و صفائی کرلیں اور شیر و شکر کی طرح یک جان ہو جائیں اور اپنے آئینۂ قلب کو حقد و حسد و بغض عداوت سے بے غبار اور پاک صاف کرلیں اور اس مقدس و بابرکت رات کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں، معلوم نہیں اگلے شعبان تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ پس خوش نصیب اور سعادت مند وہ ہیں جو اس مبارک شب میں نعمت الٰہی اور رحمت غیر متناہی سے

حصّہ لیں اور اپنے اوقات زندگی عبادت الٰہی اور اطاعت رسالت پناہی ﷺ میں صرف کریں۔ چونکہ بموجب تفاسیر معتبرہ و روایات صحیحہ اس رات میں ترقی رزق اور تنگی و قحط و ارزانی صحت و تندرستی موت و زیست جو کچھ اس سال میں مقدر ہے۔ سال تمام کے احکام ان ملائکہ کے سپرد کردیئے جاتے ہیں جو ان کاموں پر معین ہیں۔

لہٰذا اس مقدس شب میں اپنے اپنے محلوں کی مسجدوں یا گھروں میں عبادت پروردگارِ عالم میں مشغول رہیں اور اپنے اور تمام مسلمانانِ اہل سنت و جماعت کے لیے دعائے عفو و عافیت دارین کریں اور بکمال تضرع و زاری جناب باری عزّ اسمہٗ میں ابن سعود نجدی کی تباہی و بربادی اور ارضِ پاک حرمین طیبین کی آزادی اور اس خبیث کے ناپاک قدموں سے تطہیر کی دُعا مانگے اور جس قدر ہو سکے فقراء و مساکین کو خیرات دیں اور بکثرت یہ دُعا ماثورہ پڑھتے رہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔

اِس شب میں نوافل پڑھنے کا بیان!

پندرہویں شب شعبان میں دو دو رکعت کی نیت سے سو رکعت پڑھنا چاہیے۔ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ گیارہ گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ یا پانچ سلام کے ساتھ دس رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں سو سو مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ دونوں طریقے سلف صالحین سے مروی و ماثور ہیں اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس اصحاب رسول اللہ ﷺ سے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص شب برات یعنی پندرہویں شب شعبان میں یہ سو رکعت یا دس رکعت پڑھتا ہے اس کی طرف ستر بار اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے دیکھتا ہے اور ہر نگاہِ رحمت میں اس کی ستر حاجتیں پوری کرتا ہے جن میں سے اولیٰ مغفرت ہے اور سلف و خلف صالحین سے یوں بھی منقول ہے کہ شب برات میں بعد نمازِ مغرب چھ رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ چھ چھ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور ہر دو رکعت کے بعد سوم پھیر کر ایک بار سورۂ یٰسین شریف اور بعد قرأت سورۂ یٰسین اول دو رکعت کے بعد کثرت سے یہ دعا مانگے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا اس کے بعد برکت عمر کی دعا مانگے۔ پھر دوسری دو رکعت کے بعد یٰسین پڑھ کر ترقی رزق کی دعا کرے پھر اخیر دو رکعت کے بعد سورۂ یٰسین پڑھ کر حسن خاتمہ کی دعا مانگے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چھ رکعت اس طرح پڑھ کر جو دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس مقدس رات کو کھیل کود، لہو ولعب، آتش بازی واسراف مال وغیرہ میں ضائع نہ کریں۔

آتش بازی حرام ہے

اس مقدس رات یعنی شب برات میں آتش بازی انار، پٹاخے پھول جھڑی چکر وغیرہ لہو ولعب میں مشغول ہونا کمال اسراف اور انتہا درجہ کی فضول خرچی ہے۔ ایسوں کو قرآن عظیم میں شیطان کا بھائی فرمایا، لہٰذا حرام وناجائز ہے اور اس ناجائز کام میں مشغول ہونے والے سخت گناہگار ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "ماثبت بالسنۃ" میں تحریر فرماتے ہیں: وَ مِنَ الْبِدَعِ الشَّنِيْعَةِ مَا تَعَارَفَ النَّاسُ فِی اَکْثَرِ بلاد الهند مِنْ اِيْقَادِ السُّرجِ وَ وَضْعِهَا عَلَى الْبُيُوْتِ وَ الجدران وَ تَفَاخُرِهِم بِذَالِكَ وَ اِجتِمَاعِهِمْ لِلّهو و لَعِبَ بِالنَّارِ وَ احراقِ الكبريت الخ۔ یعنی "یہ جو ہندوستان (اور پنجاب) کے اکثر شہروں میں رواج ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو مکان کے در و دیوار پر روشنی کرتے اور اس میں فخر کرتے ہیں اور آتش بازی وغیرہ لہو ولعب کے لیے جمع ہوتے اور گندھک شورہ یعنی انار پٹاخے وغیرہ پھونکتے ہیں بدعت شنیعہ ہے۔"

لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس بدعت شنیعہ سے باز رہیں اور اپنے بچوں کو اس کام کے لیے ایک پیسہ بھی نہ دیں کہ علاوہ مال ضائع کرنے کے جسمانی وروحانی تکالیف کا باعث ہوتا ہے۔ اہلِ پنجاب کو چاہیے کہ اس امر میں مسلمانانِ دہلی کی تقلید کریں کہ انہوں نے کئی سال سے اس بدعت شنیعہ کو ترک کر دیا ہے اور جو روپیہ آتش بازی میں خرچ کرتے تھے وہ اب مصارف خیر میں سرف کرتے ہیں۔ پس اہلِ پنجاب کو بھی چاہیے کہ جس قدر روپیہ وہ حرام کام میں صَرف کرتے تھے۔ وہ سب روپیہ اپنے بچوں اور دینی تعلیم حاصل

کرنے والے طلبہ کی ضروریات میں صرف کریں اور ثواب دارین کے مستحق بنیں۔ عرصہ چار سال سے مدرسہ عالیہ حنفیہ جاری ہے جس میں بفضلہ تعالیٰ درس نظامیہ کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے اور طالب علم دین کو وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اہل دل اصحاب کے دست کرم سے اپیل ہے کہ وہ ضروریات انجمن اور مدرسہ کو ملحوظ رکھ کر اپنی کریمی کا ثبوت دیں۔

ہدایات

معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کی عورتوں میں یہ رسم جاری ہے کہ شعبان کے روزہ افطار کرنے کے لیے اپنا گھر چھوڑ کر غیروں کے یہاں سے کھانا مانگ کر روزہ افطار کرتی اور اسے موجب ثواب سمجھتی ہیں۔ لہٰذا واضح ہو کہ شریعت مطہرہ میں اس رسم کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی اس لیے اس کو ضروری ولازمی تصور کرنا بدعت ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا باعث گناہ ہے۔ یونہی بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کی پندرہویں شب میں حضور اقدس ﷺ کا دندانِ مبارک شہید ہوا اور اسی تاریخ میں حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ نے حلوہ تناول فرمایا تھا اس لیے حلوہ ہی پکانا ضروری وواجب ہے یہ بھی قطعی لغو وبے بنیاد ہے کیونکہ باتفاقِ مورخین غزوۂ احد ۷ یا ۱۱ شوال کو واقع ہوا تھا لہٰذا اس عقیدہ کے ساتھ حلوہ کا پکانا ضروری سمجھنا بدعت ہے البتہ یہ سمجھ کر حلوہ یا کوئی عمدہ چیز پکا کر ایصال ثواب کیا جائے کہ حضور ﷺ شیریں چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ سمجھ کر کہ میٹھی چیز حضور ﷺ کو پسند تھی خود بھی میٹھی چیز اختیار کرے تو سنت ہے۔ ترمذی شریف میں ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَ الْعَسَلَ یعنی "آنحضرت ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے" پس مسلمانوں کو چاہیے کہ بحکم لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہر فعل میں آپ کے اسوۂ حسنہ کو معمول بہ بنائیں۔ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (حررہٗ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوالبرکات سید احمد غفرلہ)

مبارک راتوں میں روشنی مساجد و مجالس کے متعلق ضروری فتوی

روشنی و زینت کا ثبوت قرآنِ پاک سے:

حضرت عزت جلّ وعلا تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

ترجمہ: ”اے کتاب والو اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی نسبت حق بات کے سوا ایک لفظ بھی اپنے مُنہ سے نہ نکالو۔“

یعنی اللہ تعالیٰ اہلِ کتاب کو فرماتا ہے کہ امورِ دینیہ میں افراط و تفریط نہ کرو۔ جو امر کلامِ علماءِ حقانی سے جس حد تک ثابت ہو اُس میں اپنی طرف سے افراط و تفریط نہ کرو بلکہ بے کم و کاست احکامِ الٰہی بندگانِ خدا تک پہنچا دو۔ اس کے بعد روشنی کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

اول یہ سمجھ لینا چاہئے کہ قنادیل و شموع کی روشنی مساجد و محافل میں موجب زینت ہے یا نہیں قرآن کریم میں ہے:

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ۔

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چراغوں کا روشن کرنا موجب زینت ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس زینت (روشنی) کی ممانعت و حرمت میں بندوں کے لیے کوئی نصِ

شرعی وارد ہے یا نہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ زینت روشنی کی نہی بنصوصِ شرعیہ ثابت نہیں۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز ایسا نہ کرتے اور عند المفسرین یہ بات بطور اصول مقرر ہو چکی ہے کہ جس زینت کی نہی شرع سے ثابت نہیں وہ خالص مباح ہے۔

حضرت امام رازی رضی اللہ عنہ سے چراغاں کا ثبوت:

اور تحت آیہ کریمہ **قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ** داخل ہے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ اسی آیت کے تحت میں فرماتے ہیں: **اَلْقَوْلُ الثَّانِيْ اَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ جَمِيْعَ اَنْوَاعِ الزِّيْنَةِ فَيَدْخُلُ تَحْتُ الزِّيْنَةِ جَمِيْعَ اَنْوَاعِ التَّزَيُّنِ وَ يَدْخُلُ تَحْتَهَا تَنْظِيْفُ الْبَدَنِ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ وَ يَدْخُلُ تَحْتَهَا الْمَرْكُوْبُ وَ يَدْخُلُ تَحْتَهَا اَيْضًا اَنْوَاعُ الْحُلِيِّ لِاَنَّ كُلَّ ذَالِكَ زِيْنَةٌ وَ لَوْلَا النَّصُّ الْوَارِدُ فِيْ تَحْرِيْمِ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْاِبْرِيْسَمِ عَلَى الرِّجَالِ لَكَانَ ذَالِكَ دَاخِلًا تَحْتَ هٰذَا الْعُمُوْمِ اِلَخْ۔** یعنی آیہ کریمہ مذکورہ میں مفسرین کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کے دو قول ہیں۔

”قول ثانی یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں زینت سے مراد تمام انواع و اقسام کی زینت مراد ہے پس جس قدر اقسام اور انواع زینت کے ہیں وہ سب اس آیۃ میں داخل ہیں بدن کی صفائی بھی اس میں داخل ہے تمام وجوہ سے (یعنی خواہ صابن کے ساتھ ہو یا کسی دوسری چیز کے ساتھ) سواریاں بھی اس میں داخل ہیں (یعنی خواہ موٹر ہو یا سائیکل، ٹمٹم ہو یا یکہ وغیرہ) اور زیورات کے کل اقسام بھی آیت میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب چیزیں زینت ہیں حتیٰ کہ اگر چاندی سونا ریشم مردوں پر شرعاً حرام نہ ہوتا اور اُن کی حرمت میں کوئی نص وارد نہ ہوتی تو وہ بھی مردوں پر حلال ہوتے لیکن چونکہ سونا چاندی ریشم مردوں پر حرام ہے اس لیے وہ اس آیت کریمہ سے مستثنیٰ کر دیئے گئے۔“ اس بیان سے معلوم ہوا کہ آیہ کریمہ میں جُملہ اقسام کی زینت مراد ہے اور جب تک شارع کی جانب سے کسی خاص قسمِ زینت کی نہی وارد نہ ہو اُس وقت تک وہ خالص مباح ہے اور اُس کو **حرام و بدعت** کہنا شریعت میں تصرف و دست اندازی کرنا ہے۔ پھر یہی امامِ ہمام ایک طویل حدیث نقل فرما کر ارقام فرماتے ہیں:

وَ اعلم اَنَّ هَذَا الحَدِيثَ يَدُلُّ عَلى اَنَّ هَذِهِ الشَّرِيعَةَ الكَامِلَةَ تَدُلُّ عَلَى اَنَّ جَمِيعَ اَنْوَاعِ الزِينَةِ مُبَاحٌ مَاذُوْن فِيهِ اِلَّا مَا خَصّه الدليلُ فَلِهَذ السَّبَبِ اَدْخَلنَا الكلَ تحت قوله قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الآيَة۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۴ صفحہ ۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی ’’جان لو کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعتِ کاملہ میں تمام انواعِ زینت مباح خالص ہیں ان کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن وہ ہی قسم زینت ممنوع وناجائز ہے جو کسی دلیل شرعی کے ساتھ خاص ہوگئی ہے۔ پس اسی وجہ سے تمام اقسام زینت (یعنی ہر قسم کی سواریاں: ہر قسم کے اسباب، صفائی بدن کے ہر قسم، کی کھانے کی چیزیں جو مجانب شریعت ممنوع نہیں ہیں) ماتحت آیۂ کریمہ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِي اَخْرَجَ لِعِبَادِهِ داخل ہیں۔‘‘

پس تقریرِ بالا سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ کل انواع واقسام زینت مباح و جائز ہیں لیکن جس قسمِ زینت کو شارع نے حرام کردیا وہ حرام وناجائز ہے اور جن کو شارع نے حرام نہیں کیا وہ بے شک آیۂ کریمہ میں داخل اور بندوں کو اُس کے اختیار کرنے کی اجازت ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ روشنی کرنا اقسامِ زینت سے ہے۔ پس روشنی کرنا آیۂ کریمہ مذکورہ میں داخل ہوکر مسلمانوں کے لیے مباح قرار دی گئی اور نہ صرف مباح بلکہ مستحسن ومندوب ہے جبکہ غرض صحیح کے لیے کی جائے۔

امام علی بن برہان حلبی صاحب سیرت حلبیہ سے روشنی مساجد کا ثبوت:

چنانچہ یہ امر حدیث سے ثابت ہے۔ ’’سیرۃ حلبی‘‘ جلد ۲ میں امام علی بن برہان حلبی تحریر فرماتے ہیں کہ صدر اول میں اصحاب رسول اللہ ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔ اِنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ اِذَا جَاءَ تُ الْعَتَمَةُ يُوقَدُ فِيهِ بِسَعْفِ النَّخلِ فَلَمَّا قَدِمَ تَمِيمُ الدَّارِي المدينَةَ صَحِبَ مَعَه قناديلَ وَ حَبالًا و زيتًا وَعلّقَ تلك الْقَنَادِيلَ بِسوَارِى المسجدِ و اَوْقَدتُ فقال لهُ رسول الله صلى الله عليه وسلم

نَوَّرْتَ مَسْجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰهُ عليكَ اما وَ اللّٰهِ لو كان لى اِبنَةٌ لا نكحتكها۔ (روح البیان جلد ۳، صفحہ ۵۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان) یعنی ’’جب عشا کا وقت ہوتا کھجور کی شاخیں جلا کر اُجالا کرلیا کرتے تھے۔ جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حاضر آئے تو اپنے ساتھ قنادیل اور رسیاں اور روغنِ زیتون لائے اور مسجد نبوی کے ستون شریف سے وہ قنادیل لٹکائیں اور روشن کیں حضور پرنور سید عالم ﷺ نے تمیم داری کو دعا دی کہ تو نے ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو روشنی بخشے۔ خدا کی قسم اگر کوئی صاحبزادی (غیر شادی شدہ) ہوتی تو میں تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا۔‘‘

(سیرت حلبیہ جلد ۳-۴ صفحہ ۲۱۶ مترجم مولوی اسلم قاسمی دیوبندی، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی)

حضور غوثِ اعظم عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ثبوت:

’’غنیۃ الطالبین‘‘ جلد دوم میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام روشنی کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ رُوِىَ عَنِ النَّبِى صَلّى اللّٰه عليه وسلم انه قَالَ مَنْ عَلَّقَ فِى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ تَعَالٰى قِنديلًا لم تزل المَلٰئكةُ لتستغفرُله وَ تُصلِى عَليه وَ هُمْ سَبْعُون ملَكٌ حَتّى يُطفَا ذالِكَ القنديلُ۔ یعنی ’’حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جس نے اللہ کے گھروں سے کسی ایک گھر میں قندیل روشن کی جب تک وہ قندیل روشن رہے گی ستر ہزار فرشتے قندیل روشن کرنے والے پر مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔‘‘

یہاں سے معلوم ہوا کہ روشنی جو از قسمِ زینت ہے شرعاً ممنوع نہیں بلکہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں خود حضور کے سامنے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے قنادیل روشن کیں اور اس پر حضور ﷺ نے تمیم داری کو دعا دی اور اظہارِ خوشنودی اس سے ظاہر ہے کہ فرمایا اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو تجھ سے نکاح کر دیتا اور ’’غنیۃ‘‘ کی روایت سے معلوم ہوا کہ یہ فعل پسندیدہ محبوب خدا ﷺ ہے کہ مساجد میں روشنی کرنے کی ترغیب فرماتے ہیں۔

اب آثارِ صحابہ سے ثبوت لیجئے:

''سیرۃ حلبی'' جلد دوم میں ہے: وَ الْمُسْتَحَبُّ مِنْ بَدْعِ الْاَفْعَالِ تَعْلِیْقُ الْقَنَادِیْلَ فِیْهَا اَیِّ الْمَسَاجِدِ وَ اَوَّلُ مِنْ فَعَلَ ذَالِكَ عُمَرُ بن الْخَطاب رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فانه لما جَمْعِ النَّاسَ عَلٰی اِبْنِ كَعْب فِیْ صَلَاةِ التَّرَاوِیْح عَلَّقَ الْقَنَادِیْلَ فَلَمَّا رَاٰهَا عَلِیٌّ تَزْهَرُ قَالَ نَوَّرْتَ مَسَاجِدِنَا نَوَّرَ اللّٰهُ قَبْرَكَ یابن الخطاب الخ۔

''مساجد میں قنادیل کا لٹکانا مستحب ہے اور سب سے پہلے یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا جب لوگوں کو نماز تراویح کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر کے جمع کیا اُس وقت مسجد میں بہت قندیل لٹکا دیں جس وقت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اُس طرف گزر ہوا۔ دیکھا کہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی ہے تو یہ دُعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے اے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ''

(سیرت حلبیہ جلد ۳-۴ صفحہ ۲۱۶ مترجم مولوی اسلم قاسمی دیوبندی، دارالاشاعت، اردو بازار کراچی)

اور ''غنیۃ'' جلد دوم میں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بروایت خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس طرح نقل فرماتے ہیں: اِنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِجْتَازَ بِالْمَسَاجِدْ وَ هِیَ تَزْهَرُ بِالْقَنَادِیْلِ وَ النَّاسِ یَصِلُوْنَ التَّرَاوِیْح فَقَالَ نَوَّرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عُلٰی عُمَرَ قبره كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَنَا۔ یعنی ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مساجد میں تشریف لائے جبکہ مساجد روشنی سے جگمگا رہی تھیں اور لوگ نماز تراویح پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل عمر کی قبر منور فرمائے جیسا کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے۔''[1]

اور فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''تنبیہ'' میں اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے ''غنیۃ'' میں لکھا ہے کہ ''جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا دی اسی طرح حضرت

[1] اس مفہوم کی حدیث ''تنبیہ الغافلین'' باب فضل من شهر رمضان مطبوعه المكتبة مصریہ بیروت، صفحہ ۱۶۱ میں بھی موجود ہے۔ (میثم قادری)

عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی دعا دی۔'' پس خلفاء راشدین یعنی حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کا فعل اور خوش ہونا اور دُعا دینا مساجد میں روشنی کرنے کی کس قدر محبوبیت ظاہر کر رہا ہے اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اوّل تمیم داری نے قنادیل روشن کیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ نے اظہار مسرّت فرمایا لیکن یہاں یہ شبہ گذرتا تھا کہ روایتِ سابقہ میں سب سے اول قنادیل روشن کرنا تمیم داری سے ثابت ہوتا ہے اور پچھلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول قنادیل روشن فرمائیں۔ اس کی تطبیق علامہ حلبی نے ''سیرۃ حلبیہ'' جلد دوم میں اس طرح کی ہے کہ اوّلیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ عنہ سے عہد رسالت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوئی۔ بعد ازاں حضرت فاروق اعظم عمر رضی اللہ عنہ کو جو اول قرار دیا وہ اوّلیت اضافی ہے یعنی کثرت سے قنادیل روشن کرنا اول آپ سے واقع ہے کیونکہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی قنادیل جو شام سے لائے تھے گو متعدد تھیں مگر کثیر نہ تھیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قنادیل کثیرہ روشن کیں۔ حیث قال وَ لَعَلَّ الْمُرَادِ تَعْلِیْقِ ذَالِكَ بَكَثْرَةِ فَلَا یُخَالِفُ مَا تَقَدَّمْ من تَمِیْمِ الداری۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیت المقدس میں کثیر روشنی کرنا:

نیز تفسیر روح البیان جلد اول میں تحت آیہ کریمہ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ (سورۃ توبہ آیت: ۱۸) شیخ کامل علامہ اسمٰعیل حقی قدس سرہٗ دربارہ تزئین مساجد تحریر فرماتے ہیں اَنَّ سُلَیْمَانَ اِبْنِ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامَ بَنٰی مَسْجِد بَیْتِ الْمُقَدَّسِ وَ بَالَغَ فِیْ تَزْیِنیة حتی نَصَبَ الْكِبْرِیَتَ الْاَحْمَرْ عَلٰی رَاسِ الْقُبَّةِ وَ كَانَ ذَالِكَ أعَزْمَا یُوْجَدُ فِی ذَالِكَ الْوَقْتِ وَ كَانَ یُضِیْئِی مِنْ مَیْلٍ وَ كَانَتِ الْغَزَالَاتِ یَعْزِلْنَ فِیْ ضَوْئِهِ مِنْ مَسَافَةِ اَثْنٰی عَشْرً مَیْلًا وَ كَانَ عَلٰی حَاله حتی خربه بَخْتِ نَصْرِ الخ۔ (روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۰۹، ۵۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان) یعنی ''حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد بیت المقدس تعمیر فرمائی اور اس کے خوبصورت بنانے میں مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے قبہ کے سرے پر کبریت احمر نصب فرمایا حالانکہ اس وقت نہایت عزیز

الوجود تھا اور اُس کی روشنی زمین سے منتہائے نظر تک معلوم ہوتی تھی اور کاتنے والی عورتیں اُس کی روشنی میں بارہ میل کی مسافت سے کاتا کرتی تھیں اور اسی طرح بخت نصر کے عہد تک رہا پھر اس نے اس کو خراب کر دیا۔"

مساجد میں روشنی اسباب زینت سے ہے:

اور اسی میں ہے کہ منجملہ اسباب تزئین مسجد قنادیل روشن کرنا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں وَ مِنْهَا تَعْلِيْقُ الْقَنَادِيْلِ فِي الْمَسَاجِدِ وَ إِسْرَاجُ الْمَصَابِيْحِ وَ الشموع۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳، صفحہ ۵۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان) یعنی "اسباب زینت سے ہے قنادیل کا مساجد میں لٹکانا اور مساجد میں چراغ روشن کرنا اور موم بتی جلانا۔"

ان روایاتِ معتبرہ سے واضح ہو گیا کہ مساجد میں بہ نیت ثواب روشنی اور قندیل کے ساتھ مسجد کو زینت دینا پسندیدۂ محبوب خدا ﷺ ہے۔ اسی بنا پر علمائے کرام نے استحباب واستحسان کا قول کیا۔ اب غور کرو کہ جس فعل کو حضور پسند فرمائیں اور خلفاء راشدین بنفس نفیس اس کا ارتکاب کریں وہ کیونکر ممنوع و بدعت ہو سکتا ہے اور مانعین ذرا سوچ کر بتائیں کہ تزئین مساجد کیونکر بدعت و حرام ہوئی؟ علامہ اسمٰعیل حقی "روح البیان" میں بعد نقل کرنے اُن روایات کے جن کو ہم سیرۃ حلبی سے نقل کر آئے ہیں تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ لٰكِنْ زِيَادَةَ الْوُقُوْدِ كَالْوَاقِعِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَيُقَالُ لَهَا لَيْلَةَ الْوُقُوْدِ يَنْبَغِىْ اَنْ يَكُوْنَ ذَالِكَ كَتَزْيِيْنِ الْمَسَاجِدِ وَ نَقْشِهَا۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۱۰، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

یعنی "بعض علماء نے فرمایا کہ زیادہ روشنی کرنا جس طرح کہ نصف شعبان یعنی پندرہویں رات شعبان کو کرتے ہیں اور اس شب کو لیلۃ الوقود کہتے ہیں۔ اس کا حکم بھی ایسا ہونا چاہیے جیسا تزئین مسجد کا اور نقش و نگار کا وَقَدْ کرهه بعضهم۔ و الله اعلم۔

(روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۱۰ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

اور بعض علماء نے پندرہویں رات شعبان کو روشنی مکروہ مانی ہے۔ ایسا ہی سیرۃ حلبی میں ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد ۳-۴ صفحہ ۲۱۷ مترجم مولوی اسلم قاسمی دیوبندی، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی)

ایک شبہ کا جواب:

اس عبارت سے یہ شبہ نہ ہو کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مکروہ کیونکہ ان دونوں قولوں میں بآسانی تطبیق ہو سکتی ہے اور وہ اس طرح کہ جو علماء استحباب روشنی کے قائل ہیں اُن کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیت ثواب قنادیل وغیرہ روشن کرنا مستحب ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مساجد میں ہی روشنی کی۔

اور جو علماء کراہیت کے قائل ہیں اُن کی غرض یہ ہے کہ علاوہ مساجد کے بلا غرض صحیح مثلاً بازاروں وغیرہ مقامات پر روشنی نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ محض مال کا ضائع کرنا ہے۔ جس طرح ہمارے زمانہ کے لیڈرانِ قوم کے جلوس میں بازار سجائے جاتے اور چراغاں کیا جاتا ہے اور وہ بھی نہ صرف مسلمانوں کے جلوس میں بلکہ گاندھی اور دیگر کفار و مرتدین کے جلوس میں روشنی میں مبالغہ کرتے بازار سجاتے ہیں۔ یہ بے شک اسراف ہے جو بحکم قرآن عظیم حرام ہے۔ مگر افسوس کہ اُن نام نہاد علماء پر جو گاندھی وغیرہ کفار و مرتدین کے جلوس میں شرکت کریں اور بازاروں میں روشنی کرائیں اور کرتے دیکھیں اور حرام و بدعت ہونے کا حکم نہ سنائیں کہ کہیں لیڈران قوم ناراض نہ ہو جائیں اور حضورِ انور ﷺ کی "لیلۃ المعراج" کی خوشی میں اگر کسی مسلمان نے اپنے ایمانی جذبات سے مساجد میں روشنی کی تو وہ گمراہ بدعتی ہو گیا اور فتویٰ بھی فوراً لگا دیا کہ "روشنی کرنا حرام و بدعت ہے۔ فَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

حالانکہ تفسیر "روح البیان" میں علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ کی کتاب "کشف النور عن اصحاب القبور" سے تحریر فرماتے ہیں:

اِنَّ الْبِدْعَةَ الْحَسَنَةَ الْمُوَافِقَةَ لِمَقْصُوْدِ الشَّرْعِ تُسَمّٰى سُنَّةً

فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰى قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَ الْاَوْلِيَاءِ وَ الصُّلَحَا وَ
وَضعِ السُّتُوْرِ وَ الْعَمَائِمِ وَ الثِّيَابِ عَلٰى قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ
اِذَا كَانَ الْمَقْصَدِ بِذَالِكَ التَّعْظِيْمِ فِىْ اَعْيُنِ الْعَامَةِ حَتّٰى لَا
يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ وَ كَذَا اِيْقَادُ الْقَنَادِيْلِ وَ الشَّمْعِ
عِنْدَ قُبُوْرِ الْاَوْلِيَاءِ وَ الصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيْمِ وَ الْاِجْلَالِ
اَيضًا لِلْاَوْلِيَاءِ فَا لْمَقْصَدِ فِيْهَا مَقْصَدٌ حَسَنٌ وَ نَذْرُ الزَّيْتِ
وَ الشَّمْعِ لِلْاَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَهُمْ وَ مُحَبَّةً
فِيْهِمْ جَائِزٌ اَيْضًا لَا يَنْبَغِىْ النَّهِىْ عنه الخ ملخصًا۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۱۰، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ترجمہ: یعنی ”جو بدعت حسنہ موافق ہو مقاصد شرع کے وہ سنت ہے۔ اُس بدعت کو سنت کہا جائے گا۔ پس علماء کرام و اولیاء ذوی الاحترام و صلحاء عظام کی قبور پر قبہ بنانا اور قبر پوش یعنی غلاف وغیرہ ڈالنا امر جائز ہے جبکہ مقصود اس سے نظر عوام میں صاحب قبر کی توقیر و تعظیم پیدا کرنا ہو تا کہ وہ صاحب قبر کی تحقیر و توہین نہ کریں اور اسی طرح اولیاء و صلحاء کی قبور کے پاس قنادیل روشن کرنا باب تعظیم و تکریم سے ہے۔ پس اس میں بھی مقصد نیک ہے اور اولیاء کی محبت و تعظیم کی وجہ سے تیل وغیرہ کی نذر ماننا بھی جائز ہے۔ اس سے لوگوں کو روکنا نامناسب ہے۔“

(از تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹)

ان تصریحات علماء سے ارباب بصیرت پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ۔ پس جو روشنی بہ نیت ثواب و تزئین مسجد کی جائے گی وہ ضرور محبوب و پسندیدہ نظر سے دیکھی جائے گی اور جو روشنی محض لہو و لعب اور بے دینوں کی عظمت و تعظیم کے لیے ہو گی ضرور بدعت قبیحہ اور حرام ہو

گی۔ جیسے جلوس کفار و مشرکین و مرتدین و فسقاء و مبتدعین (گاندھی و لاجپت رائے وغیرہ لیڈران) پر روشنی کرنا، بازار سجانا، دوکانات آراستہ کرنا، دروازے بنانا، جھنڈیاں لگانا، یہ سب ناجائز و ممنوع اور خالص اسراف و تبذیر ہے۔

اب عہد خلفاء عباسیہ سے سند لیجئے

یہی علامہ حلبی اپنی ”سیرۃ حلبیہ“ میں ایک جلیل الشان عالم سے نقل فرماتے ہیں کہ اُس عالم نے فرمایا کہ مجھ کو خلیفہ مامون الرشید نے حکم دیا کہ تم یہ حکم نامہ لکھ دو کہ ہماری سلطنت و مملکت میں مسجدوں میں بکثرت روشنی کی جائے لیکن میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ کس طرح لکھ دوں۔ چنانچہ اُسی روز مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ روشنی کثیر کے واسطے لکھ دے۔ اس لیے کہ اس میں تہجد گذاروں کا دل لگتا ہے اور مساجد خانہ خدا ہیں۔ پس خانہ خدا سے وحشت و ظلمت دفع ہو گی۔

یہ بشارت دیکھتے ہی میں ہوشیار ہوا اور روشنی کا حکم لکھ دیا۔ سیرہ کی عبارت یہ ہے:

وَ عَنْ بَعْضهم قَالَ اَمَرَنِىَ الْمَامُوْن اِنْ اَكْتُبَ بِالْاِسْتِكْثَارِ
مِنَ الْمَصَابِيْحِ فِى الْمَسَاجِدِ فَلَمْ اَدْرِ مَا اَكْتُبُ لِاَنَّهُ شَيْءٌ
لَمْ اَسبَقَ اِلَيْهِ فَاُرِيْتُ فِى الْمَنَامِ اُكْتُبْ فَاِنَّ فِيْهَا اُنسٌ
لِلْمُتَهَجِّدِيْنَ وَ نَصَا لِبُيُوْتِ اللهِ عَنْ وَحْشَةِ الظُّلَمِ فَانْتَبِهتُ
وَ كَتَبْتُ بِذَالِكَ الخ۔

(سیرت حلبیہ جلد ۳-۴ صفحہ ۲۱۷ مترجم مولوی اسلم قاسمی دیوبندی، دار الاشاعت، اردو بازار کراچی)

یہ دستور العمل تو خلفاء عباسیہ کا مذکور ہوا۔ اب بعض صلحائے امت و اولیائے طریقت کا بھی حال سُنئے۔

خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تذکرۃ الاولیاء سے ثبوت:

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف ”تذکرۃ الاولیاء“ سیدی احمد خضرویہ

نخی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں تحریر فرماتے ہیں (جو خراسان کے معتبر مشائخ اور مشہوران فتوت سلطانانِ ولایت اور مقبولانِ قربت میں سے تھے اور ریاضات وکلمات عالی میں مشہور اور صاحب تصانیف تھے اور آپ کے ایک ہزار مرید ایسے تھے جو ہوا میں اُڑتے اور پانی پر بے تکلف چلتے تھے) کہ "ایک بار ایک درویش آپ کے یہاں مہمان آیا تو آپ نے ستر شمع روشن کیں درویش نے کہا مجھے یہ کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تکلّف تصوف سے کچھ نسبت نہیں رکھتا کہا جاؤ اور جو چراغ میں نے خدا کے لیے نہیں جلایا۔ اُسے بجھا دو۔ اس درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ان چراغوں پر ڈالی مگر ایک بھی بُجھ نہ سکی دوسرے دن ستر نصاریٰ اُن کے ہاتھ پر مشرّف باسلام ہوئے۔ اس کا حال اس طرح لکھا ہے کہ احمد خضرویہ نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: تو نے ہمارے واسطے ستر شمعیں روشن کیں تو ہم نے تمہارے لیے ستر دل نورِ ایمان سے منور کر دیے۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۷۷، جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے ثبوت:

اس کے متعلق احیاء العلوم شریف کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ موافقین کے دل منور ہوں اور مخالفین کی آنکھیں چکاچوند سے جلیں۔

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی قدس سرہ العالی قبیل کتاب "آداب النکاح" فرماتے ہیں:

حکی ابو علی الروذ باری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی علیه عن رجل اتخذ ضیافة فاوقد فیها الف سراج فقال الرجل قد اسرفت فقال له ادخل فکلما او قد منه لغیر اللّٰهِ فاطفئه فدخل الرجل فلم یقدر علی اطفاء واحد منها فانقطع۔

ترجمہ: "یعنی امامِ اجل عارف اکمل سند الاولیاء حضرت سیدنا امام ابوعلی روذ باری رضی اللہ عنہ (کہ اجلۂ اصحاب سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ہیں ۳۲۲ھ میں آپکا وصال شریف ہے امام عارف باللہ اُستاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ نے رسالہ مبارکہ میں اُن کی نسبت فرمایا: اظرف المشائخ و اعلمهم بالطریقة۔) حکایت فرماتے ہیں کہ ایک بندہ صالح نے احباب کی دعوت کی۔ اس میں ہزار چراغ روشن کیے۔ کسی نے کہا اسراف کیا صاحب خانہ نے فرمایا اندر آیئے۔ جو چراغ میں نے غیر خدا کے لیے روشن کیا ہو اُسے گُل کر دیجئے۔ معترض صاحب اندر گئے ہر چند کوشش کی ایک چراغ بھی نہ بُجھا سکے۔ آخر قائل ہو گئے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ جو کام نیک نیتی سے کیا جائے نام ونمود اور فخر مدنظر نہ ہو تو پھر وہ کام ہرگز ممنوع نہیں اور جو کام لوگوں کے دکھلانے اور تفاخر کرنے کے لیے ہو وہ بے شک ممنوع ہے۔

روشنی کرنے کے تین درجے:

خلاصہ یہ ہے کہ روشنی کے تین درجے ہیں۔

ایک: بقدر حاجت ضروری لابدی۔ وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم شروع امر میں کھجور کی شاخیں جلا کر اپنی حاجت پوری کر لیا کرتے تھے۔ اس میں مسجد کا فرش اور جائے سجدہ اور نمازی لوگ ایک دوسرے کو نظر آ جاتے تھے۔

دوم: زینت کے لیے۔ وہ فعل حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سے چمک اُٹھی جیسا کہ "غنیۃ" کی عبارت سے ہم ثابت کر آئے ہیں اور جیسا کہ تنبیہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: **ای القنادیل تزهر فی المساجد۔** اسی طرح حلبی وغیرہ میں ہے۔ غرضیکہ کل روایتوں میں لفظ تزھر صیغۂ مضارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے زہور سے اور معنے اُس کے صراح میں لکھے ہیں۔ زہور روشن شدن آتش و بالا گرفتنِ آں۔" بنابریں ہم

کہتے ہیں کہ یہ فعل امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بلاشبہ قدر حاجت ضروری سے زیادہ تھا لیکن یہ بھی ہے کہ قدر حاجت زینت سے زیادہ نہ تھا۔

سوم: یہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے حاصل ہو سکتی تھی مگر بلا غرض صحیح خواہ نخواہ فخر و نمود و نمائش کے لیے روشنی میں مبالغہ کیا تو بے شک یہ اسراف ہے اور جس کسی نے منع کیا ہے۔ اسی قسم ثالث سے منع کیا ہے نہ کہ قسم اوّل و دوم سے وَ لا یخفی ذالك علی الفقیہ۔

پس جو لوگ قسم اوّل و دوم سے بلالحاظِ نیت حرام و بدعت کہہ دیتے ہیں۔ وہ بہت بڑی کج فہمی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ حضرت تمیم داری اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے معمول بہ کا ادب کریں کہ پہلے پہل بغرض زینتِ مساجد یہ فعل اُنہوں نے کیا جو قدر حاجت ضروریہ سے یقیناً روشنی زیادہ تھی۔

حیرت ہے کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتے ہوں گے اور روضۂ نُورانی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اگر جھاڑ اور فانوس اور ہزار ہا قنادیل دیکھتے ہوں گے تو اُن کی جگمگاتی ہوئی روشنی سے آنکھیں بند کر لیتے ہوں گے یا کیا اور بوجہ غیظ و غضب روضۂ اطہر کی کما ینبغی زیارت بھی کرتے ہوں گے یا نہیں۔ (حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد عفی عنہ)

تاریخی نوٹ برائے ریکارڈ

خود غرضوں کے اغوا سے بچو۔ ہندوؤں اور ہندو پرستوں کے فقروں میں نہ آؤ گذشتہ تجربوں سے سبق لو۔ اپنی ہستی ہندوؤں کے پیچھے برباد نہ کرو کمیشن کے بائیکاٹ کا نام نہ لو۔ اپنے حقوق کے مطالبے اور تحفظ کی تدابیر میں سستی و غفلت نہ کرو ہڑتال وغیرہ سب فضول ہے دوکانیں بند کر کے اپنا نقصان نہ کرو۔

والسلام

❁❁❁

شبِ معراج شریف، شبِ برأت اور شبِ قدر میں مساجد میں چراغاں کرنے کا ثبوت اور اعتراضاتِ وہابیہ کا رد

بجواب اشتہار وہابیہ چراغاں کے متعلق

اجمل العلماء سلطان المناظرین حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ

مساجد میں چراغاں کرنا سنت ہے؛ اہل اسلام میں اختلاف کی بنیاد قائم کرنا۔ جنگ و جدال کا بیج بونا۔ فتنہ و فساد کی نئی نئی راہیں ایجاد کرنا وہابیہ کی ایسی عادت ہے جس پر ان کے باطل مذہب کا دار و مدار ہے۔ مسلمانوں کو ان کے بعض افعال کی بنا پر بلا ان کی نیت اور قصد کے دریافت کیے ہوئے محض اپنے زعم سے کافر و مشرک، بدعتی و گنہگار بنا دینا وہابیت کی اصل بنیاد ہے جس پر دین وہابیہ کی ساری تعمیر ہے، دنیائے اسلام ان کے شرکی فتوے سے مشرک، عامۃ المسلمین ان کے مذہبی حکم سے بدعتی و گمراہ، ائمہ ثقات کے اعتقادیات ان کے مذہبی رد سے شرکیات و کفریات قرار پائے، سنن و مستحبات ان کے اصول سے بدعات و محرمات بن گئے، ظالموں نے امور خیر میں ہزار ہا نقص پیدا کر دیے، بے دینوں نے مشروعات میں صد ہا احتمالات گڑھ دیے، پھر اس پر اہل سنت و جماعت و حنفی المذہب ہونے کا دعویٰ باقی ہے۔

ہر فعل پر قرآن و حدیث کا مطالبہ کرنے والے وہابیہ کے پاس قرآن و حدیث سے چراغاں کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں:

اب بھی مسجد میں ۱۲؍ ربیع الاول، ۲۷؍ رجب المرجب، ۲۶؍ رمضان المبارک،

١٤ رشعبان المعظم، ١١ رربیع الآخر کی شبوں میں چراغاں کرنا معمول ہے۔ ان کو وہابیہ نے بدعت وحرام قرار دیا اور اس کی حرمت پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل خاص قائم نہ کر سکے، باوجودیکہ حرمت کے قائل کو دلیل خاص پیش کرنا ضروری ہے کہ شرعی قاعدہ یہی ہے۔

چنانچہ تفسیر خازن صفحہ ١٨٤ میں ہے۔ یہ عبارت اسی آیت کی تفسیر میں ہے جسے اس نے پیش کیا: الاصل فی جمیع الاشیاء الا باحة الا ما حظره الشارع ثبت تحریمة بدلیل منفصل اور جب کوئی بدلیل صریح خاص سے ان کی حرمت ثابت نہ ہو سکی تو یہ خاص راتوں میں چراغاں کرنا مباح ثابت ہوا۔

اب وہابیہ کا اس چراغاں کو محض اپنی رائے سے حرام وبدعت کہنا بقول خود شریعت کا مقابلہ اور دین میں ترمیم وتبدیل نہیں تو اور کیا ہے، بلکہ اصل بدعت یہی ہے کہ کسی شرعی مباح چیز کو محض اپنی عقل سے حرام کر دیا جائے۔ لہٰذا وہابی چراغاں کو حرام کہہ کر موجب بدعت ہوا اور شریعت کا مقابلہ کرنے والا ٹھہرا اور اللہ عزوجل ورسول ﷺ پر بڑا الزام لگانے والا قرار پایا کہ اللہ ورسول ان خاص راتوں میں چراغاں کے متعلق بدعت وحرمت کی تصریح کرنا بھول گئے اور تیرہ سو برس کے بعد وہابی ملعون نے اس کمی کو پورا کیا، العیاذ باللہ۔

بالجملہ اس چراغاں کی حرمت پر وہابیہ نے قرآن وحدیث سے نہ کوئی صریح دلیل پیش کی، نہ اب پیش کر سکتے ہیں، نہ کبھی آئندہ جرأت کر سکتے ہیں، لیکن عوام کی فریب کاری کے لیے جو اشتہار میں چند بے ربط باتیں ہیں ان کا انکشاف کر دیا جائے اور وہابیہ کے فریب کا راز افشا کر دیا جائے چنانچہ یہ اشتہار وہابی کہتا ہے:

”یہ چراغاں ایک ایسا عام مسئلہ ہے کہ اس میں عوام وخواص سب مبتلا ہیں۔“

تو ظاہر ہے کہ اس عبارت میں خواص علمائے دین ومفتیان شرع مراد ہیں تو گویا چراغاں کرنا اس کے نزدیک بھی علماء دین ومفتیان شرع کا عمل ہے، پہلے تو بے سوچے سمجھے لکھ گیا، اب جو دیکھا کہ لوگ فعل علماء کو سند بتالیں گے تو بے حواس ہو کر یہ خوبصورت تاویل کی:

”علماء میں سے کسی نے آج تک کسی کمزوری یا کسی مصلحت کی وجہ سے اس صریح اسراف وناجائز فعل سے منع نہیں کیا۔“

تو اس نے علماء کو شیطان بنایا کہ حدیث میں ایسوں کو شیطان فرمایا گیا ہے لہٰذا علماء کو تو پایہ اعتبار سے یوں گرایا، اب مسلمان اہل حرمین کے فعل کو حجت جانتے ہیں، چنانچہ فقہ کی معتمد کتاب ہدایہ میں بکثرت اہل حرمین کے عمل کو حجت بنایا گیا، اس کو یہ مدعی حقیقت آنکھ بند کر کے صاف طور پر انکار کرتا ہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے لوگوں کا کوئی قول و فعل حجت شرعیہ نہیں۔ لیجئے دعویٰ تو یہ کرتا ہے۔ حجت شرعیہ صرف یہ ہیں۔ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی اور عمل یہ کہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب یہ کہتی ہے کہ اہل حرمین کا فعل حجت ہے، آپ کہتے ہیں کہ حجت نہیں تو اس اشتہار وہابی کے نزدیک نہ فعل علماء سند، نہ قول وفعل حرمین حجت، نہ فقہ حنفی کا حکم واجب القبول پھر دعویٰ یہ کہ

”میں حنفی المذہب اور فقہ کا ماننے والا ہوں۔“

وہابیہ کی جہالت انہیں اسراف کے صحیح معنی بھی معلوم نہیں:

اب آگے دیکھئے قرآن ماننے کا حال۔ آپ چراغاں ثابت کرنے کے لیے قرآن سے یہ آیات پیش کرتے ہیں:

1. و لا تسرفوا ان الله لا یحب المسرفین۔
2. ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

تو یہ اشتہاری صاحب آیات سے استدلال تو فرمانے لگے لیکن جناب کو اسراف وتبذیر کے معنی تک معلوم نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تفسیر معالم میں اسی آیت دوم کے تحت میں ہے:

سئل ابن مسعود عن التبذیر فقال انفاق المال فی غیر

حقہ۔ (معالم، جلد ۴، صفحہ ۱۲۸)

حضرت مجاہد کا اس میں قول منقول ہے:

لو انفق الانسان ماله كله فى الحق ما كان تبذيرا و لو انفق مدا فى باطل كان تبذيرا۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۲۸)

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت میں ہے:

ورد من فعل السلف الذين خرجوا عن اموالهم فى محبة الله و رسوله و صاروا فقراء۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

تفسیر مدارک میں پہلی آیت کے تحت میں ہے:

"قد انفق بعضهم نفقة فى خير كثير فقال صاحبه لا خير فى السرف فقال لا سرف فى الخير۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

اور تفسیر خازن میں ہے پہلی آیت کے تحت میں پہلے قاعدۂ شرعی والی عبارت لکھی۔

بالجملہ ان ہر دو آیات کی تفاسیر سے یہ چند امور ثابت ہوئے۔

1. تبذیر و اسراف کے معنی مال کا غیر حق میں خرچ کرنا۔
2. حق میں اگر کل مال بھی خرچ کر دیا جائے تو اسراف نہیں۔
3. اللہ و رسول کی محبت میں اگر سب مال خرچ کر کے فقیر ہو جائے تو اس میں اسراف نہیں۔
4. امور خیر میں جس قدر زائد خرچ کریں اسراف نہیں۔
5. اصل تمام اشیاء میں اباحت ہے۔
6. ناجائز وہ ہے جس کی شارع سے ممانعت وارد ہو اور اس کی حرمت دلیل صریح خاص مستقل سے ثابت ہو۔

وہابیہ ان باتوں کا جواب دیں:

اب اشتہاری صاحب نے نہ تو اسراف کے معنی بیان کیے، نہ محل صرف کی تعین کی۔ پھر دو الفاظ تو لکھ دیئے۔ ضرورت سے زائد اور زاید از حاجت لیکن ضرورت و حاجت کا کوئی معیار نہیں بتایا۔ ضرورت و حاجت ایک سد رمق کے لیے ایک پیسہ کے چنے چبا لینے اور ستر عورت کے لیے زیر ناف سے گھٹنے تک ٹاٹ لپیٹ لینے اور دھوپ و بارش سے بچنے کے لیے چھپر کے نیچے سکونت کر لینے سے کیا حاجت پوری نہیں ہو جاتی تو پھر انواع و اقسام کے لذیذ و نفیس کھانے اور سوتی و اونی و ریشمی طرح طرح نئی وضع کے لباس اور اینٹ اور پتھر، چونے اور سیمنٹ کے پختہ اور عالیشان متعدد مکان کیا ضرورت و حاجت سے زائد ہیں یا نہیں۔ تو ضرورت و حاجت کا معیار کیا ہے اور اگر ہیں تو ساری دنیائے اسلام کے فرزند کیا آپ کے نزدیک شیاطین کے بھائی ہیں۔ جب صحابۂ کرام و تبع تابعین کے قول و فعل سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نیک کاموں اور اللہ و رسول کی محبت میں کل مال کا خرچ کر دینا بھی اسراف میں داخل نہیں اور یہ اشتہاری صاحب ان سب کو اسراف میں داخل کرتے ہیں تو گویا اس کے نزدیک ان سب حضرات نے اسراف کے معنی کو ہی نہیں سمجھا۔ ظالم نے ان کے فرمان **لااسراف فی الخیر**◆ کا صاف انکار کر دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے ان صحابۂ کرام کو جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں سارا مال خرچ کر دیا اور فقر کو اختیار کیا اور وہ صلحائے امت جنہوں نے نیک کاموں میں کل مال صرف کیا سب کو مسرف اور فضول خرچ قرار دے کر معاذ اللہ شیاطین کا بھائی بنا دیا تو کیا اس کے نزدیک

◆ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کا ایک ملفوظ مولوی خیر محمد جالندھری دیوبندی صاحب نے نقل کیا ہے، جس میں تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ "حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی پر ایک صاحب نے اعتراض کیا "لاخیر فی الاسراف"، (فضول خرچی میں خیر نہیں) پر جستہ فرمایا لااسراف فی الخیر (خیر میں اسراف نہیں)" (خیر الافادات صفحہ ۱۱۱، ۶ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور۔) (میثم قادری)

محبت خدا اور رسول اور تعظیم شعائر اللہ اور اظہار شکر و نعمت کی نیت سے تجمل و تلذذ فضول کام ہے۔ یہ شخص کون کون سی حاجت اور ضرورت اور کس کس نفع و فائدہ میں خرچ کرنے کو اسراف نہیں جانتا اور کون کونسی ضرورت و حاجت ہے جس سے زائد کو اسراف کہتا ہے۔ دیو بند سے نجد تک کے تمام اکابر و اصاغر سے مشورہ لے کر اس کا صحیح معیار بتائے۔

چراغاں کرنا مباح الاصل ہے:

اب یہی مسئلہ چراغاں کو لیجئے۔ یہ بھی اسی آیت "لا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین" کی اس تفسیر سے جسے تفسیر خازن نے نقل کیا مباح الاصل ہے کہ چراغاں کی حرمت پر شارع سے کوئی دلیل صریح خاص مستقل وارد نہیں ہوئی تو جب یہ مباح ہوا تو امر خیر ہوا اور جب امر خیر ہوا تو لاسرف فی الخیر کے قاعدہ سے اس کو کون خارج کرے گا اور کس دلیل سے اس کو اسراف قرار دیا جائے گا۔ اگر وہابیہ میں جرأت ہے تو اس کی حرمت پر کوئی دلیل مستقل خاص صریح پیش کرے اور انشاء اللہ ایسی کوئی دلیل وہابی سے تو ممکن نہیں کہ وہ محض اپنی رائے اور گمان فاسد سے اس کو حرام کہتا ہے لہٰذا ان تفاسیر نے یہ ثابت کر دیا کہ ان مبارک شبوں میں بہ نیت تعظیم شعائر اللہ چراغاں کرنا نہ حرام ہے اور نہ اسراف میں داخل۔ تو وہابی اس آیت کی مخالفت کرتا ہے کہ اس نے اس چیز کو حرام کیا جسے اللہ نے حرام نہیں کیا اسی کی ممانعت "لا تسرفوا" میں تھی بلکہ اسی آیت "لا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین" کے بعد یہ آیت ہے: **قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ۔** (الآیہ) تفسیر مدارک میں ہے: **قل من حرم زینة اللہ (من الثیاب و کل ما یتجمل بہ) التی اخرج لعبادہ۔** (صفحہ ۳۹ جلد ۲)

تفسیر جمل میں ہے:

ان جمیع انواع الزینة فیدخل فیہ جمیع انواع الملبوس و یدخل فیہ تنظیف البدن من جمیع الوجوہ و ھذا ناظر

الی عموم اللفظ لا الی خصوص السبب۔ (۱۳۶ جلد ۲)

تفسیر خازن میں ہے:

ذکر الامام فخر الدین الرازی انہ یتناول جمیع انواع الزینة فیدخل تحتہ جمیع انواع الملبوس و الحلی و لولا ان النص ورد تحریم الاستعمال الذھب و الحریر علی الرجال لدخل فی ھذا العموم۔ (صفحہ ۱۸۵، جلد ۲)

اس آیت اور اس کی تفاسیر سے یہ ثابت ہو گیا کہ سارے لباس اور سب کھانے کی چیزیں اور تمام اقسام زینت جائز اور اس آیت کے عموم میں داخل جب تک اس کی حرمت پر کوئی دلیل مستقل خاص وارد نہ ہو لہٰذا چراغاں کرنا بھی اقسام زینت میں بلاشبہ داخل، تو یہ اس آیت سے جائز۔ اب وہابی اسے ممنوع کہتا ہے تو وہ اس آیت کی مخالفت کرتا ہے اور اپنی رائے کو دین میں داخل کرتا ہے اور اسی کا نام بدعت ضلالہ ہے لہٰذا وہابی بدعتی گمراہ ہوا اور اپنی پیش کردہ آیت کے مخالف ہو کر اللہ کی حد بندی سے آگے بڑھ گیا کہ مباح کو حرام بتانے لگا تو بہ فرمان آیت ظالم ہوا۔

ایک حدیث سے غلط استدلال اور اس کا رد:

اب باقی رہا اس کا حدیث سعد میں وضو کے اسراف سے استدلال، یہ اس کی جہالت ہے، اگر اس کی شرح بھی دیکھ لیتا تو یہ غلط نتیجہ نہ نکالتا۔

"اشعۃ اللمعات" میں اسی حدیث کی شرح فرماتے ہیں:

"مراد باسراف دریں حدیث اثم ست یعنی اگرچہ در کنار آب در نہر جاری اسراف و تضیع آب نیست ولیکن در تجاوز از تقدیر شرعی اثمے ہست۔ (صفحہ ۲۲۸، جلد ۱)

اسی طرح مسئلہ زکوٰۃ سے استدلال وہ اس کی انتہائی جہل کی دلیل ہے کہ اس میں

اسراف علت کراہیت نہیں۔ بالجملہ چراغاں کو مطلقاً اسراف میں داخل کرنا اس کی جہالت ہے۔ پھر برائے فریب کاری یہ لکھتا ہے:

"اب خاص راتوں کی چراغاں کی حرمت حدیث سے سنو۔"

دعویٰ تو اس قدر بلند اور اس میں کوئی ایک ایسی حدیث پیش نہیں کی جس میں بصراحت چراغاں کی حرمت وارد ہو اور جو احادیث اس نے پیش کیں ان سے مراد وہ بدعتی ثابت ہوا کہ اس نے محض اپنی رائے سے دین میں چراغاں کی حرمت کی نئی بات نکالی پھر اس کے آگے اپنی شان استدلال کی اور شان ظاہر کرتا ہے۔

"یہ خاص راتیں، حضور، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام خاصان خدا کے زمانہ میں بھی آئیں مگر ہرگز ہرگز کہیں یہ ثابت نہیں کہ ان میں مساجد میں چراغاں ضرورت سے زائد اور اسراف کے درجہ میں کی گئی ہو۔"

کسی کام کا کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے لیکن نہ کرنا عدم جواز کی دلیل نہیں:

بصورت تسلیم یہ راتیں آئیں اور انہوں نے نہیں کیا لیکن یہ نہ کرنا اس کو حرام جان کر تھا، اس پر کیا دلیل ہے اور نہ کرنے میں دلیل حرمت قرار دینا آپ کی تینوں پیش کردہ حجت شرعیہ میں سے کس چیز سے ثابت ہے؟ اگر سچے ہو تو پیش کرو ورنہ اپنی غلطی کا اقرار کرو، باوجودیکہ قاعدہ یہ ہے۔ علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

الفعل یدل علی الجواز و عم الفعل لا یدل علی المنع۔(۱۶۶)

وہابیہ کا چراغاں کی اصل کا صحابی سے اقرار:

پھر لطف یہ ہے کہ چراغاں کرنے کی اصل کا خود ہی فعل صحابی سے اقرار ہے کہ حضرت تمیم داری نے روشنی کی اور خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رمضان میں تراویح میں روشنی بہ نسبت حضرت تمیم داری کے کچھ زیادہ کی، اگرچہ اس کی تاویل میں ایڑی چوٹی کا

زور لگایا مگر بات نہ بنی۔

وہابیہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ:

اس لیے کہ ہم آپ کی خاطر سے اگر تسلیم بھی کر لیں کہ حضرت تمیم داری کی روشنی بقدر ضرورت تھی، تو بقول آپ ہی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہ نسبت اس کے کچھ روشنی زیادہ کی۔ لہٰذا آپ کے اعتبار سے یہی تو اسراف ہوا کہ حضرت عمر والی روشنی ضرورت سے زائد اور زائد از حاجت ہی تو ہوئی تو آپ کے حکم سے حضرت عمر نے قرآن کی آیات کی مخالفت کی احادیث کی مخالفت کی، آپ کے قول کے مطابق وہ مسرف ہوئے، فضول خرچ ہوئے، بدعتی و گمراہ ہوئے، معاذ اللہ شیاطین کے بھائی ہوئے، پھر آپ کا یہ جرنیلی حکم صرف انہیں پر نہیں لگا بلکہ ان کی اس روشنی کرنے پر نہ اور صحابہ نے اعتراض کیا، نہ تابعین نے انکار کیا، نہ تبع تابعین نے اس کی مخالفت کی، نہ تمام امت نے ان کے اس فعل کو بری نظر سے دیکھا، تو اب صحابہ سے لے کر تیرہ سو برس کی تمام امت بدعتی و گمراہ اور قرآن و حدیث کے مخالف اور برادران شیطان ہوئے۔ العیاذ باللہ۔

مسلمانو! یہ ہے ان چند ملایانِ دیوبند کے اہلسنت و جماعت و حنفی المذہب ہونے کی حقیقت کہ اپنے سوا ساری امت کو گمراہ و بدعتی کہتے ہیں، انہیں مخالفت قرآن و احادیث جانتے ہیں۔

بالجملہ کسی خاص شب میں کسی سرور دینی کی بنا پر مساجد میں روشنی کرنے کی اصل بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فعل ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا، تو یہ فعل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔

لہٰذا جب تراویح میں ختم قرآن کی خوشی میں مساجد میں چراغاں کرنا سنت ہے، تو

۱۲ ربیع الاول کی شب میں حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں اور ۲۷ رجب کے
شب میں فضل معراج کی خوشی میں اور رمضان کی شب میں لیلۃ القدر کی خوشی میں، اور ۱۵ر
شعبان کی شب فضل شب برات کی خوشی میں اور ۱۱ ربیع الآخر کی شب میں گیارہویں کی خوشی
میں مساجد میں چراغاں کرنا اسی اصل کے تحت میں داخل ہوا، اور جب اس کی اصل صحابہ
سے ثابت ہوئی تو اس کو بدعت کون کہہ سکتا ہے اور ضرورت اور حاجت سے زائد قرار دے کر
کون ناجائز وحرام کہہ سکتا ہے اور اگر وہابیہ سچے ہیں تو کسی فقہ کی کتاب میں ان مبارک
شبوں میں بہ نیت اظہار فرحت وسرور اور بقصد تعظیم واجلال چراغاں کرنے کی بدعت وحرام
ہونے کی تصریح دکھائیں۔

''حموی'' اور ''ماثبت بالسنۃ'' سے پیش کردہ عبارات کا جواب:

اب باقی رہیں ''حموی'' اور ''ماثبت بالسنۃ'' کی عبارتیں جو اشتہاری
صاحب نے کیں ہیں ان میں ان چراغان کی ممانعت نہیں بلکہ شب برات کی اس روشنی کی
ممانعت ہے جس میں کوئی نیت خیر نہ ہو اور بغرض تفاخیر وغیرہ مفاسد کے اس زمانہ میں رائج
ہو اور اپنے مکانات اور دیواروں پر اس کی رسم ہو۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق اسی ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں:

**و من البدع الشنيعة ما تعارف الناس فی اكثر بلاد الهند
من ايقاد السراج و وضعها على البيوت و الجدران و
تفاخرهم بذلك و اجتماعهم للهو و اللعب بالنار و
احراق الكبريت۔**

تو ایسی روشنی جس میں ایسے مفاسد ہوں اور نیت خیر نہ وہ ضرور ناجائز وحرام ہے۔
اسی طرح مال وصیت یا وقف سے مسجد کی ضروری روشنی سے زائد چراغ جلانے واقعی ممنوع
ہیں تو ان سے تراویح کے ختم میں چراغان نہیں کر سکتے تو وہابیہ کی یہ جہالت ہے کہ انہوں نے

اس سے یہ غلط نتیجہ اخذ کرلیا کہ تراویح کے ختم میں چراغاں ہی ناجائز ثابت ہوا، بلکہ ان
مسائل کی حقیقت یہ ہے کہ وصیت ووقف میں مال دینے والے کی نیت کا لحاظ ضروری ہوتا
ہے اور انہوں نے چراغاں کی نیت سے نہیں دیا، لہٰذا ان کا مال اس مصرف میں خرچ نہیں ہو
سکتا، مسلمانو! دیکھو کہ وہابیہ نے ہمارے عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیے یہ عبارتیں پیش کر
دی ہیں، ورنہ ان عبارت میں اس چراغان کی بحث ہی نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب ان مبارک شبوں میں چراغاں کرنے کی ممانعت نہ
قرآن کریم سے ثابت، نہ حدیث شریف سے ثابت، نہ فقہ حنفی سے ثابت، تو اس کو محض اپنی
ناقص رائے سے حرام کہہ دینا دین میں دخل دینا ہے، اسی کا نام بدعت ہے۔ لہٰذا وہابی بدعتی
گمراہ ہوئے، تو اب اس اشتہار میں جس قدر بدعت اور بدعتی کے متعلق احادیث لکھی ہیں
ان سب کا محمل وہابی اور یہ اراکین ''انجمن اصلاح المسلمین'' ہوئے۔

لہٰذا یہ لوگ بہت جلد تائب ہوں ورنہ ان کا روزہ مقبول نہ نماز، نہ کوئی عمل صالح۔
مولیٰ تعالیٰ انہیں ہدایت کی توفیق دے آمین و ما علینا الا البلاغ المبین۔

کتبہ: المعتصم بذیل سید کل نبی ومرسل، الفقیر الی اللہ عزوجل، العبد
محمد اجمل غفرلہ الاول، ناظم المدرسۃ اجمل العلوم فی بلدۃ سنبھل

✿✿✿

ایک اہم فتویٰ

فاضلِ جلیل حضرت علامہ مفتی ذوالفقار علی نعیمی ٹکرالوی، مراد آباد انڈیا

نوٹ

قارئین حضرات:

کاشی پور اتراکھنڈ میں دیوبندی جماعت نے ہمیں مناظرہ کا چیلنج دیا تھا ہم نے ۲۰ اپریل مناظرہ کی تاریخ طے کردی تھی مگر بعد میں انہوں نے لڑائی کا بہانا بنا کر مناظرہ سے انکار کردیا ہم نے مقررہ تاریخ میں ایک کانفرنس بنام ردوہابیت منعقد کی جس میں ہم نے دیوبندی اکابر کی گستاخانہ عبارات عوام کے سامنے پیش کیں۔ جلسہ بڑی کامیابی کے ساتھ تکمیل کو پہونچا بعد میں دیوبندی جماعت کی جانب سے یہ استفتاء احقر کو بھیجا گیا جس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ وہ ان جوابات کے ذریعہ اپنے اکابر کا دفاع اور ہمارے اکابر کی گرفت کرنا چاہتے تھے۔

استفتاء میں درج پہلے سوال کا مقصد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کرنا تھا جنہوں نے اس عبارت کو سبع سنابل شریف کے حوالے سے فتاویٰ رضویہ میں نقل کیا ہے۔

دوسرے سوال کا مقصد لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کا دفاع کرنا ہے۔

تیسرے سوال کا مقصد پیر طریقت حضرت یار محمد فریدی علیہ الرحمہ کے شعر کو کفریہ ثابت کر کے یہ باور کراتا ہے کہ دیکھو بریلوی پیر نے کفریہ شعر لکھا ہے اس کے باوجود بھی بریلوی انہیں کافر نہیں کہتے اس لئے کہ وہ پیر بریلوی ہے۔

راقم نے ان سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کئے ہیں تاکہ اس استفتاء کے

ذریعہ دیوبندی جماعت کے درپردہ مقصد کا رد بھی ہوجائے اور ظاہری تحریر کا جواب بھی ہوجائے۔ یہاں استفتاء من وعن نقل کیا جارہا ہے اور اس کے بعد جوابات بھی۔ از راقم محمد ذوالفقار خان نعیمی ٹکرالوی۔

باسمی تعالیٰ

جناب مفتی صاحب! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل کہنے والوں کے لئے

۱. کرشن کنہیا کافر تھا لیکن وہ ایک ہی بار میں سو جگہ حاضر ہوگیا
۲. لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ
۳. بندگی سے آپ کی ہم کو خداوندی ملی جہاں خداوند ہے بندہ رسول اللہ کا کیا درج بالا لوگ مسلمان ہیں یا دائرۂ اسلام سے خارج ہیں؟

محمد شاہد صدیقی محلّہ علی خاں کاشی پور

الجواب بعون الملك الوهّاب

بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحيم نحمده ونصلّى على النّبى المختار الكريم

والسّلام علىٰ من اتبع الهدٰى

مذکورہ بالا سوالات کے جوابات تحریر کرنے سے قبل سائل کو ایک اہم مسئلہ سے آگاہ کیا جاتا ہے

سائل نے استفتاء کے شروع میں ''باسمی تعالیٰ'' لکھا ہے یعنی اپنے لئے تعالیٰ کا استعمال کیا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ تعالیٰ صرف اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے اور ہر وہ صیغہ جو اللہ کے لئے خاص ہو اس کا استعمال کسی بندہ کے لئے کرنا کفر ہے مجمع الانھر

میں ہے "اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق جلّ وعلا .....یکفر" (کسی نے مخلوق پر ان اسماء کا اطلاق کیا جو اللہ کے ساتھ خاص ہیں تو وہ کافر قرار دیا جائے گا) [مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، ۴/۳۹۹]

فتاوی شامی میں ہے:

عزوجل مخصوص باللہ تعالیٰ فلایقال محمدعزوجل وان کان عزیزاوجلیلًا

ترجمہ "عزوجل اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی استعمال نہیں کیا جائے اگر چہ وہ عزیز و جلیل ہیں۔"

[ردالمحتار، کتاب الخنثی، ۱۰/۴۸۴]

شاید یہ سبقت قلم کا نتیجہ ہے اگر ایسا ہی ہے اور امید ہے ایسا ہی ہوگا تو سائل خدا کی بارگاہ میں ازراہ احتیاط توبہ واستغفار کرلے اور آئندہ اس طرح کا کوئی کلمہ خود کے لئے استعمال نہ کرے۔اب بالترتیب جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱ "کرشن کنہیا کافر تھا لیکن وہ ایک ہی بار میں سو جگہ حاضر ہو گیا" کہنے کا حکم

مذکورہ بالا قول کفر نہیں ہے اس کے قائل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔یہ قول دراصل حضور شیخ ابوالفتح جالندھری رحمۃ اللہ کا ہے جسے سبع سنابل شریف میں بیان کیا گیا ہے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے سبع سنابل شریف کے حوالے سے اس قول کو اپنے فتاوی میں نقل فرمایا ہے۔ہم ذیل میں سیاق وسباق کے ساتھ اس قول کو نقل کرتے ہیں

"مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری را درماہ ربیع الاوّل بجہت عرس رسول علیہ الصّلاۃ والسّلام ازدہ جا استدعا

آمد کہ بعد از نماز پیشیں حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضراں پرسیدند کہ اے مخدوم ہر دہ استدعا قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیشیں حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد فرمود کہ کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر می شد اگر ابوالفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب"

ترجمہ "ماہ ربیع الاول شریف میں مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری کو میلاد پاک میں ظہر کے بعد شرکت کے لئے دس (۱۰) جگہ مدعو کیا گیا آپ نے قبول کرلیا حاضرین نے پوچھا اے مخدوم آپ نے دسوں دعوتیں قبول فرمالیں آپ ہر جگہ نماز کے بعد کیسے حاضر ہوں گے فرمایا کشن جو کافر تھا کئی سو جگہ حاضر ہوسکتا ہے اگر ابوالفتح دس جگہ حاضر ہو گیا تعجب ہے۔" [فتاوی رضویہ جدید ۱۴/ ۶۵۷،۶۵۸]

الحاصل:۔ اس قول میں کوئی وجہ کفر نہیں ہے جس کے سبب قائل کو کافر کہہ سکیں۔اس قول کو دراصل مخدوم ابوالفتح نے صرف یہ بتانے کے لئے بیان کیا ہے کہ جب کافر ہو کر کشن ایک وقت میں سیکڑوں مقامات پر جا سکتا ہے (جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے) تو میں مسلمان ہو کر دس (۱۰) مقامات پر جاؤں تو اس میں کیا تعجب ہے!!! یہ بات بالکل ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ کیسے بن سکتا ہے تو جواباً کہا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے ہوئے کافر جادوگروں کی لاٹھیاں سانپ بن سکتی ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن جائے کیا تعجب ہے یا کوئی یہ پوچھے کہ پردہ فرمانے کے بعد اولیاء کرام ہماری آواز کیسے سن سکتے ہیں تو جواباً کہا جائے کہ جب ابوجہل وغیرہ کفار ومشرکین اپنے مرگھٹ سے آواز سن سکتے ہیں (جیسا کہ بخاری شریف میں ہے) تو اولیاء کرام اپنے مزارات سے ہماری آواز سنیں کیا تعجب ہے؟

توجس طرح ان دونوں مثالوں میں کفار و مشرکین کے فعل کی تحسین مقصود نہیں بلکہ حضرت موسیٰ کی قوت معجزہ اور مسلمانوں کی قوت ساعت کا اظہار مقصود ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا قول میں بھی کافر کے استدراج کی تحسین مقصود نہیں بلکہ استدراج پر فوقیتِ کرامت کا اظہار مقصود ہے۔

ہاں البتہ صرف اتنا ہی قول کرشن کنہیا کافر کی تحسین وتعریف کے طور پر بولا جاتا تو بلاشبہ کفر ہوتا۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ''غمز العیون'' کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اتفق مشائخنا من رای امر الکفار حسناً فقد کفر۔

ترجمہ ''جس نے کافروں کے کسی فعل کو اچھا سمجھا باتفاق مشائخ کافر ہو گیا۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، ۱۴/ ۲۷۷]

۲ ''لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ'' کہنے کا حکم

کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ کسی اور کا نام یا نسبت جیسے چشتی رسول اللہ، اشرف علی رسول اللہ کہنے والا اگر ہوش وحواس میں ہے تو بلاشبہ کافر ہے۔ البتہ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس کلمہ کو خواجہ غریب نواز کی طرف منسوب کر کے مولوی اشرف علی تھانوی کے کلمہ (اشرف علی رسول اللہ) کے دفاع میں پیش کیا جاتا ہے اور لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ دیکھو خواجہ صاحب نے بھی تو یہی کہا تھا اب اگر اشرف علی تھانوی کافر ہیں تو خواجہ صاحب بھی کافر ہیں۔ حالانکہ علماء اہل سنت کے نزدیک اس کلمہ کا انتساب خواجہ صاحب کی طرف جاہلوں کی طرف سے الحاق ہے کتب تصوف میں بہت سے واقعات جاہلوں نے الحاق کر دئے ہیں۔ دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کو بھی اس بات کا اعتراف ہے وہ لکھتے ہیں

''بزرگوں کی حکایات اکثر جہلاء نے غلط بنا دی ہیں۔''

[فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۰۷]

لہٰذا علماء اہل سنت کے نزدیک یہ واقعہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور اس کی نسبت خواجہ صاحب کی طرف باطل و بے بنیاد ہے۔ مگر بر سبیل تنزل تسلیم بھی کر لیں کہ خواجہ غریب نواز نے یہ جملہ استعمال کیا ہے تب بھی اس سے خواجہ صاحب اور مولوی اشرف علی تھانوی کے کلموں میں زمین وآسمان کا فرق ہے خواجہ صاحب کے واقعہ کے شروع میں لکھا ہے: ''خواجہ درحالتے بود'' یعنی اس وقت خواجہ صاحب خاص حالت میں تھے اور اس پر علماء و اولیاء کا اتفاق ہے کہ حالت خاص میں ولی مکلف نہیں ہوتا ہے۔ اور اس پر شریعت مواخذہ نہیں فرماتی ہے۔ جیسا کہ حضرت منصور حلاج علیہ الرحمہ کو کلمہ ''انا الحق'' کہنے کی بنیاد پر سولی چڑھا دیا گیا کیونکہ یہ کلمہ کفر ہے مگر دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی سے جب اس بارے میں سوال ہوا کہ جب یہ کلمہ کفر ہے تو منصور حلاج کافر ہوئے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا ''منصور معذور تھے بے ہوش ہو گئے تھے ان پر کفر کا فتوی دینا بے جا ہے۔''

[فتاوی رشیدیہ، ص ۱۰۷]

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ ولی کا خاص حالت میں ہونا یعنی ہوش وحواس میں نہ ہونا ان کو معذور بنا دیتا ہے جس پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس فتوی کی رو سے بھی ثابت ہو گیا کہ خواجہ صاحب خاص حالت میں ہونے کے سبب شرعاً معذور ہیں۔ مزید یہ کہ خود اشرف علی تھانوی نے بھی اس کلمہ کو کلمہ کفر تسلیم نہیں کیا ہے وہ اپنی کتاب ''السنۃ الجلیۃ فی الچشتیۃ العلیۃ'' میں خواجہ صاحب کے واقعہ کو لکھنے کے بعد اس کے کلمہ کفر نہ ہونے سے متعلق لکھتے ہیں

''کلمہ کفر جب ہے کہ مأول نہ ہو اور اگر یہ تاویل کی جائے کہ رسول سے مراد معنی لغوی ہوں اور عام ہوں بواسطہ و بلاواسطہ کو اور اس بنا پر یہ معنی ہوں گے کہ چشتی اللہ تعالیٰ کا پیام رساں اور احکام کی تبلیغ کرنے والا ہے بواسطہ رسول اللہ کے جیسا حدیث وارد فی المشکوٰۃ باب الوقوف بعرفۃ میں ابن مربع انصاری صحابی کا قول ہے ''انی

رسول اللہ الیکم'' جس میں رسول اول بمعنی لغوی ہے اور جیسے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادوں کو جو انبیاء نہ تھے سورہ یٰسین میں مرسل فرمایا ہے تو پھر کلمہ کفر نہیں رہتا اسی طرح اگر یہ حمل تشبیہ بلیغ پر مبنی ہو جیسے ابو یوسف ابو حنیفہ میں سب کے نزدیک مسلم ہے تب بھی کافر نہیں رہتا اور ظاہری و متبادر معنی مراد نہ لینے کی تصریح خود حضرت خواجہ صاحب کے اس قول میں ہے میں کون ہوں اور کیا چیز ہوں البتہ یہ سوال باقی رہا کہ موہم کا استعمال بھی تو جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجلس خاص تھی اور مخاطب و دیگر سامعین خوش فہم تھے اس لئے یہ مفسدہ محتمل نہ تھا اب رہی یہ بات کہ آخر مصلحت ہی کیا تھی جواب ظاہر ہے کہ مصلحت امتحان کی تھی اس طرح کہ اگر یہ راسخ العقیدہ ہے تو مجھ کو مخالف شریعت نہ سمجھے گا کوئی تاویل کرلے گا ورنہ بھاگ جائے گا۔''

[السنۃ الجلیۃ فی الچشتیۃ العلیۃ، باب سوم، ص ۱۲۵]

یہ الگ بات کہ خود مولوی اشرف علی تھانوی کے مجوشہ کلمہ کو علماء اہلسنت کے علاوہ علماء دیوبند نے بھی کفر قرار دیا ہے۔

جیسا کہ دیوبندی عالم مولوی سعید احمد اکبر آبادی مدیر ماہنامہ برھان دہلی لکھتے ہیں ''معاملات میں تاویل و توجیح اور اغماض و مساحمت کرنے کی مولانا میں جو خوتھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی کیا جاسکتا ہے ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ میں ہر چند کلمہ تشہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے

ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔''

[ماہنامہ برھان دہلی شمارہ، فروری ۱۹۵۲، ص ۱۰۷]

الحاصل:۔ مذکورہ بالا تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا کلمہ خواجہ صاحب کی طرف منسوب ہے تب تو وہ حالت خاص میں ہونے کے سبب معذور اور شرعی گرفت سے محفوظ ہیں اور اگر اس کا قائل اور مؤید کوئی عام انسان ہے خواہ عالم ہی ہو یا ولی ہو مگر حالت خاص و سکر میں نہ ہو تو اس کلمہ کا حکم ''اشرف علی رسول اللہ'' کے مثل ہے کہ اس کا قائل اور مؤید از روئے شرع دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۳ بندگی سے آپ کی ہم کو خداوندی ملی ہے خداوندِ جہاں بندہ رسول اللہ کا کہنے کا حکم

یہ شعر دراصل خواجہ یار فریدی صاحب علیہ الرحمہ کا ہے جو علماءِ اہلسنّت پاکستان سے ہیں استفتاء میں شعر غلط نقل کیا گیا ہے شعر اس طرح ہے

بندگی سے آپ کی ہم کو خداوندی ملی
ہے خداوندِ جہاں بندہ رسول اللہ کا

یہ شعر اپنے الفاظ و مفاہیم کے اعتبار سے بالکل صحیح و درست اور معنویت سے لبریز ہے۔ اس شعر کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی غلامی واطاعت کے صدقہ میں ہمیں ملکیت و حکومت ملی بادشاہ رسول اللہ کا غلام ہے۔

دراصل شاعر نے اس شعر میں بندگی، خداوندی، خدواند جہاں، بندہ رسول اللہ، جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں جسے سمجھنے میں مستفتی کو الجھن پیش آرہی ہے لہٰذا راقم مذکورہ بالا الفاظ کی قدرے وضاحت پیش کئے دیتا ہے۔ تاکہ شعر سے متعلق سائل کی ذہنی الجھن

دور ہو جائے۔

''بندگی'' فارسی لفظ ہے اس کے چند معانی ہیں انہیں میں سے غلامی'' تابع داری'' خدمت بھی ہے دیکھیں لغات کشوری، صفحہ ۴۷، اور نور اللغات جلد اول صفحہ ۶۷۳۔ اور نبی کی تابع داری وغلامی سے کسے انکار ہے۔ قرآن میں ہے ''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی'' اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ [کنز الایمان، پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۳۱]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اس کے محبین بندوں کو اپنی اتباع کا حکم دیں۔

دوسرا لفظ ''خداوندی'' ہے یہ لفظ بھی فارسی ہے، جس کا معنی ملکیت، بادشاہت ہے۔
[فیروز اللغات اردو ۵۸۷]

اور شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے گلستاں میں (جو اہل سنت کے علاوہ دیو بندی مدارس میں بھی پڑھائی جاتی ہے) جا بجا اس لفظ کو دنیاوی بادشاہت اور حکومت کے لئے استعمال کیا ہے۔ [گلستاں صفحہ ۳۳]

تیسرا لفظ ''خداوندِ جہاں'' ہے یہ بھی فارسی لفظ ہے اس کا معنی بادشاہ ہے۔ گلستاں میں شیخ سعدی نے بادشاہ اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی کو ''خداوند جہاں'' لکھا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سارے دنیاوی بادشاہوں کو ''خداوند جہاں'' لکھا ہے۔ [گلستاں، صفحہ ۱۵]
''بندہ'' بھی فارسی لفظ ہے اس کا معنی غلام، تابع دار ہے [لغات کشوری، ص ۴۷]

اور بندہ کی نسبت (اضافت) نبی کی طرف بلا قباحت جائز ہے قرآن شریف میں ہے ''قل یٰعبادی'' [پارہ ۲۴، سورہ زمر، آیت ۵۳] مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ کیا ''آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو'' اس میں بندوں کی نسبت (اضافت) رسول کی طرف کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں مولائے روم کی مثنوی شریف جس کے بارے میں دیوبندی

پیشوا مولوی قاسم نانوتوی کا کہنا ہے کہ ''دنیا میں تین کتابیں انوکھی ہیں قرآن شریف بخاری شریف مثنوی شریف'' اور دیوبندی پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے چوبیس جلدوں پر مشتمل مثنوی کی شرح بنام کلید مثنوی لکھی ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس میں اس آیت کریمہ کا مفہوم اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

بندۂ خود خواند احمد در رشاد
جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

[مثنوی شریف، دفتر اول، ص ۶۵]

مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے

''قرآن میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بندہ کہہ کر پکارا ہے تمام جہان کو قل یا عباد پڑھ لے''

اور پھر اس کی شرح اس طرح کی ہے ''تمام عالم کو (باعتبار معنی تسخیر کے) رسول اللہ ﷺ نے اپنا بندہ ارشاد فرمایا ہے چنانچہ تم آیہ ''قل یعبادی الذین اسرفوا'' کو پڑھ کر دیکھ لو'' [کلید مثنوی جلد ۲ دفتر ۱، ص ۱۲۵]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں مگر یہ مقام اس کا متحمل نہیں ہے۔

بالجملہ:۔ عبارات بالا سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مندرجہ بالا شعر میں مندرج الفاظ کا استعمال غیر اللہ کے لئے بھی جائز ہے لہٰذا مذکورہ بالا شعر اپنے الفاظ ومفاہیم کے اعتبار سے بالکل درست ہے اس میں از روئے شرع کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے اس کے لکھنے والے کو کافر قرار دیا جاسکے۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ تعالیٰ ورسولہ ﷺ۔

کتبہ محمد ذوالفقار خان نعیمی
خادم دار الافتاء مرکز اہلسنت دار السلام محلہ علی خاں کاشی پور
۸/رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

دوسری قسط

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دجل و فریب کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ

میثم عباس قادری رضوی
massam.rizvi@gmail.com

جھوٹ نمبر۱۱

مولوی الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں کہ

''مولانا احمد رضا خان نے کسی کتاب کے حاشیہ پر کہیں یہ نوٹ بھی دیا کہ کتاب کس سن میں خریدی گئی یا کہاں سے لی گئی تو اسے بھی ان لوگوں نے حاشیہ کتاب کے نام سے حضرت کی تالیفات میں لکھ دیا۔''

(فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۱ مکتبہ اہل السنہ والجماعہ ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا)

(گھمن صاحب نے یہ اقتباس مطالعہ بریلویت جلد۲ صفحہ ۷۹ سے حرف بحرف سرقہ کیا ہے۔)

مندرجہ بالا اقتباس میں ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور الیاس گھمن صاحب نے جو بات بیان کی ہے سراسر جھوٹ ہے ان کو چاہیے اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ اعلیٰ حضرت نے کسی کتاب پر صرف یہ نوٹ دیا ہو کہ کتاب کسی سن میں خریدی گئی یا کہاں سے لی گئی اور اسے ہمارے مستند عالم دین نے اعلیٰ حضرت کے حواشی میں شمار کیا ہو۔ قارئین کرام کو پیشگی

کہے دیتا ہوں کہ گھمن الیاس اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحبان تا قیامت اس کا ثبوت نہیں پیش کر سکتے، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن صاحبان نے ایک اور جھوٹ بول کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ تر کر لیا۔

جھوٹ نمبر۱۲

مولوی الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں کہ

''مولانا احمد رضا خاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تری وعظ کی مجلس ہے یا غوث

تشریح: ولی کا کیا مقام ہے یہاں تو پیغمبر بھی حاضری دیتے ہیں بلکہ خود حضور ﷺ بھی آپ کی نصیحت سننے کے لیے آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں حضرت غوث پاک کی تعریف بیان کرنے کا ایسا انداز جس میں حضور ﷺ کی بے ادبی اور توہین ہو جائے ہرگز لائق قبول نہیں، ولی بڑے سے بڑا ہو کسی نبی کے درجے تک نہیں پہنچتا۔''

(فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱ مکتبہ اہل السنہ والجماعہ ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا)

(مولوی الیاس گھمن دیوبندی کا یہ اقتباس ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی کی کتاب مطالعہ بریلویت جلد دوم صفحہ ۲۷۷ کی من وعن نقل ہے صرف اتنا فرق ہے کہ وہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام مبارک کے ساتھ ״ کی علامت ہے لیکن گھمن صاحب نے اس علامت کو نقل نہیں کیا۔)

اب اصل بات کی طرف آئیے پہلے یہ اعتراض ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے اور بعد میں (ڈاکٹر صاحب کی کتاب کی نقل کرتے ہوئے) الیاس گھمن دیوبندی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں پیش کیا حالانکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے حوالہ سے یہ مفہوم کشید

کرنا (کہ حضور ﷺ یا دیگر انبیاء علیہم السلام حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحت سننے کے لیے حاضر ہوتے تھے) سراسر غلط اور مبنی بر فریب ہے کیونکہ اس شعر میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں لہٰذا اپنی طرف سے بات گھڑ کر اعلیٰ حضرت کے ذمے لگانا کسی طرح بھی مناسب نہیں اور اگر ایسے ہی غلط مطلب کشید کر کے اعتراض کرنا ہے تو پھر آیئے اور دیکھئے کہ

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل میں انبیاء علیہم السلام کا شریک ہونا معتمد کتب سے ثابت ہے جیسا کہ امام ابو الحسن نور الدین شطنوفی نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار (صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ موسسۃ الشرف لاہور) میں اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی دو کتب "زبدۃ الآثار" اور "اخبار الاخیار" میں نقل کیا ہے بوجہ اختصار اخبار الاخیار سے اس کا اقتباس ملاحظہ کریں جس میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"فرمودہ اند کہ جمیع اولیا و انبیا احیاء باجساد و اموات بارواح و جن و ملائکہ در مجلس او حاضری شدند و حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ اجمعین نیز از برائے تربیت و تائید تجلی می فرمودند"

(اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۳ ناشر نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی کچا رشید روڈ بلال گنج لاہور)

سطور بالا میں نقل کردہ اس اقتباس کا ترجمہ دیوبندیوں کے مستند عالم کے قلم سے ملاحظہ کریں جس میں لکھا ہے کہ

"بعض مورخین کا بیان ہے حضرت غوث الاعظمؒ کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء و انبیاء زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور مردہ اپنی روحوں کے ساتھ جنات اور فرشتے شریک ہوتے تھے اور سرور عالم ﷺ بھی تربیت و تائید کے لیے تجلی فرماتے تھے۔"

(اخبار الاخیار مترجم مولوی اقبال الدین احمد دیوبندی صفحہ ۳۲ ناشر دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

(اخبار الاخیار کا اردو ترجمہ مولوی محمد فاضل دیوبندی فاضل دار العلوم کراچی و مولوی سبحان محمد دیوبندی نے بھی کیا ہے۔ یہ اقتباس اس ترجمہ کے صفحہ ۳۹ پر موجود ہے

ملاحظہ ہو اخبار الاخیار ناشر ادبی دنیا نمبر ۵۱۰ مٹیا محل دہلی) پُر لطف بات یہ کہ اس بات کو مشہور دیوبندی عالم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے بھی بیان کیا ہے جس میں وہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"آپ کی مجلس شریفہ مورد انوار ربانی و مطرح رحمت و الطاف یزدانی تھی جس میں صلحاء جنات و ملائکہ کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات کی روحانی شرکت ہوتی اور کبھی کبھی روح پرفتوح سید ولد آدم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا نزول اجلال بھی تربیت و تائید کی غرض سے ہوا کرتا تھا۔" (فیوض یزدانی دیباچہ صفحہ ۱۴ ناشر دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

اب بتایئے گھمن صاحب! آپ نے ڈاکٹر خالد محمود کی کتاب سے سرقہ (چوری) کرتے ہوئے یہ اعتراض بلا سوچے سمجھے نقل کر دیا اور امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ قرار دے دیا لیکن آپ کے اس مسروقہ اعتراض کی رُو سے علماء اہل سنت حضرت امام ابو الحسن نور الدین شطنوفی، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے فرقہ محدثہ دیوبندیہ کے مشہور عالم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی صاحب بھی "گستاخ" قرار پاتے ہیں کیونکہ انہوں نے بھی یہی لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام حضور غوث اعظم کی محفل میں شریک ہوتے تھے اور آپ جناب خود ان کو بزرگ اور مسلمان مانتے ہیں لہٰذا گستاخوں کو بزرگ اور مسلمان مان کر خود بھی گستاخ ثابت ہو گئے یہ حضرت امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بُغض کا نتیجہ ہے کہ خالد محمود دیوبندی والیاس گھمن صاحب اپنے ہی کھودے ہوئے گڑھے میں گر گئے۔

جھوٹ نمبر ۱۳

مولوی الیاس گھمن صاحب ایک اور جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"فیض صحبت سے نبی بننے کا تصور" مولانا احمد رضا خاں ایک جگہ لکھتے ہیں،
قریب تھا کہ یہ ساری کی ساری امت نبی ہو جائے۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگر نہ من هماں خاکم کہ ہستم

(فتاویٰ افریقہ ص۱۳۲)

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۷۲ ناشر مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا)

(یہ اقتباس بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحب نے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی کتاب مطالعہ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۳۱۳ سے بمعہ سرخی من وعن سرقہ (چوری) کیا ہے)

یہ اعتراض ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحبان کے اعلیٰ حضرت سے خواہ مخواہ کے بُغض کا واضح ثبوت ہے کیونکہ یہ عبارت مکمل نقل نہیں کی گئی بلکہ اس کی نقل میں زبردست خیانت کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ ذیل میں آپ ''فتاویٰ افریقہ'' سے امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا متعلقہ اقتباس مکمل ملاحظہ کریں جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابو یعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں......

انه لم يكن نبى الا له دعوة قد تخيرها فى الدنيا و انى قد اختبأت دعوتى شفاعة لامتى و انا سيد ولد ادم يوم القيٰمة و لا فخرو انا اول من تنشق عنه الارض و لا فخر و بيدے لواء الحمد و لا فخر أدم فمن دونه تحت لوائى و لا فخر (ثم ساق حديث الشفاعة الىٰ ان قال) فاذا اراد ان يصدع بين خلقه نادى مناد اين احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن اخر الامم و اول من يحساب فتفرج لنا الامم عن طريقنا فنمضے غرامحجلين من اثر الطهور فيقول الامة كادت هذه الامة ان تكون انبياء كلها۔ (الحدیث)

یعنی ''ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری اُمت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور اُن کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے درخشندہ رُخ و تابندہ اعضاء سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے۔''

جمال پر توش در من اثر کرد
و گرنہ من هماں خاکم کہ ہستم

(فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳ ناشر نوری کتب خانہ معصوم شاہ روڈ بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور)

قارئین کرام! آپ نے فتاویٰ افریقہ سے پیش کردہ اقتباس کو ملاحظہ کیا جس سے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور ان کی کتاب کے سارق مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحب کا فریب سب کے سامنے واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسند امام احمد و ابن ماجہ، ابو داؤد طیالسی اور مسند ابو یعلی وغیرہ کتب حدیث سے یہ حدیث نقل فرما رہے ہیں۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ یہ حدیث حضرت امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے ''الخصائص الکبریٰ'' (عربی جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمقابل المحمود، و بان بیدہ لواء الحمد، المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور، مترجم اردو جلد دوم صفحہ ۳۴۷ شبیر برادرز اردو بازار لاہور) میں بھی نقل کی ہے۔

لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بغض ان علماء دیوبند نے حدیث شریف کا صرف ایک حصہ نقل کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔ کیا فریب اور خیانت سے ہی اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کی جاتی ہے؟ قارئین

کرام کے لیے اب اس بات کو سمجھنے میں چنداں دشواری نہیں ہوگی کہ جس دیوبندی مذہب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت میں ایسی گھٹیا حرکات کا ارتکاب کیا جاتا ہے کہ حدیث شریف کے ایک ٹکڑے کو نقل کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بغض میں اُس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔اس مذہب کے باطل ہونے کا یہ روشن ثبوت ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے بھی علماء دیوبند اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مقابل لاجواب ہو کر جعلی کتابیں گڑھ چکے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''ابحاث اخیرہ۔''

فرقہ دیوبندیہ کے دور حاضر کے مشہور جعل ساز ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی اور مشہور چور مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بُغض میں ان کی کتاب کے ادھورے اقتباس نقل کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ جیسے قبیح لفظ سے مخاطب کرتے ہیں جو کہ صریح بددیانتی اور سراسر ناانصافی ہے۔

جھوٹ نمبر۱۴

مولوی الیاس گھمن صاحب سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بُغض میں ایک کافر کو صحابی بنانے سے بھی شرم نہیں کھاتے اور لکھتے ہیں کہ

''صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ قاری کی تکفیر'' ''صحابہ کے بارے میں بریلوی روش آپ کے سامنے ہے قبیلہ بنی قارہ کے حضرت عبدالرحمٰن قاری صحابی رسول تھے۔(تہذیب جلد۶ صفحہ۲۲۳) ان کے بارے میں سنیے ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آ پڑا۔(ملفوظات حصہ دوم صفحہ۴۴)

حضرت عبدالرحمٰن قاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیت المال پر مامور تھے علماء مدینہ میں ان کا شمار ہوتا ہے مولانا احمد رضا خاں نے ان پر جو طبع آزمائی کی ہے یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے مولانا احمد رضا خاں یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وفات کفر پر ہوئی اور حضرت ابوقتادہ نے انہیں قتل کیا۔(استغفر اللہ ھذا

بہتان عظیم) مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں اس محمدی شیر (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) نے خوک شیطان (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ قاری) کو دے مارا (ملفوظات حصہ دوم ۴۶) مولانا احمد رضا خاں صاحب کا صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن قاری کی تکفیر سے جب جی نہ بھرا تو انہوں نے ان کے لیے خوک (سور) اور شیطان جیسے ناپاک الفاظ بھی کہہ دیئے سچ ہے برتن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو اس میں ہو **الاناء یترشح بما فیہ** مشہور مثل ہے مولانا احمد رضا خاں کی صحابہ کی شان میں اس گستاخی پر غور کیجئے۔''

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۳۸۰ ناشر مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷ جنوبی لاہور روڈ سرگودھا)

مندرجہ بالا نقل کردہ اقتباس کتاب ''مطالعہ بریلویت'' جلد دوم صفحہ ۳۳۸، ۳۳۹ کی من وعن نقل ہے۔

(یہ اقتباس بھی گھمن صاحب نے خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی صاحب کی کتاب سے سرقہ کیا ہے لہٰذا ہمارے مخاطب یہ دونوں حضرات ہیں۔)

پہلی بات: اس اقتباس میں عبدالرحمٰن قاری نام کے ایک صحابی کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ سراسر جھوٹ ہے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی والیاس گھمن دیوبندی صاحبان عبدالرحمٰن قاری نام کا کوئی صحابی ثابت نہیں کرسکیں گے، انشاءاللہ۔

دوسری بات: سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے دشمنی رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ

''یہ دشمنی درحقیقت رسول اللہ ﷺ سے دشمنی ہے اور ان کی ایذا حق تبارک وتعالیٰ کی ایذا مگر اے اللہ تیری برکت والی رحمت اور ہمیشگی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب ﷺ کے سب ہم نشینوں اور گلستانِ محبت کے گل چینیوں کو نگاہِ تعظیم واجلال سے دیکھنا اپنا شعار وآثار کرلیا اور سب کو چرخ ہدایت کے ستارے اور فلک عزت کے سیارے جاننا عقیدہ کرلیا کہ ہر ہر فرد

بشر ان کا سرور، عدل و اخیار و اتقیا و ابرار (اہل خیر و متقی نیکوکار) کا سردار تابعین سے لے کر تا بقیامت امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایۂ عظیم کو پہنچے صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد حق صادق کے مطابق اوروں کا کوہ احد برابر سونا ان کے نیم صاع جو کے ہمسر نہیں جو قرب خدا انہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔"

(اعتقاد الاحباب فی الجمیل المصطفیٰ والآل والاصحاب صفحہ ۱۵، ۱۶ ناشر مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے اس اقتباس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے آپ کے عقیدہ کا پتہ چلتا ہے۔ جس کی سطر سطر سے سیدی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے عقیدت واضح ہو رہی ہے۔ اب ملفوظات سے بہ خوف طوالت اس واقعہ (جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ پر اعتراض کیا جاتا ہے) کے اقتباسات ملاحظہ کریں:

"ایک بار عبدالرحمٰن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اونٹوں پر آپڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔" (ملفوظات صفحہ ۱۶۴ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

اس کے ایک سطر بعد لکھا ہے کہ

"سلمہ رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مردان کے ساتھ اس محمدی شیر کے سامنے بھاگتے ہی بنی اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں انا سلمۃ ابن

الاکوع و الیوم یوم الرضع "میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمہاری ذلت خواری کا دن ہے" ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر بھاگیں گے یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہو گئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا۔"

(ملفوظات صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

واقعہ طویل ہے اس لیے اس کا آخری اقتباس ملاحظہ کریں جس میں لکھا ہے کہ

"اس عبدالرحمٰن قاری سے پہلے کی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اُس کے اس پورا ہونے کا آیا تھا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انہوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینہ پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لیے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور عام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لا کر حاضر بارگاہِ انور کیا۔"

(ملفوظات صفحہ ۱۶۶ ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

قارئین کرام! آپ نے اس طویل واقعہ کے اقتباسات ملاحظہ کیے جس سے ہر عاقل پر یہ بات روشن ہو گئی کہ یہ عبدالرحمٰن صحابی نہیں بلکہ کافر تھا کتابت کی غلطی کی وجہ سے فزاری کی جگہ قاری لکھا گیا ہے لیکن دیوبندی چونکہ اعلیٰ حضرت سے بغض رکھتے ہیں اس لیے یہ اس طرح کی گھٹیا حرکات سے بھی باز نہیں آتے اور ان لوگوں کو اس بات سے بھی شرم

نہیں آتی کہ ایک کافر کو صرف اعلیٰ حضرت کی دشمنی میں صحابی بنا رہے ہیں تا کہ اس کے در پردہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اکابرین دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کا رد کرنے کی وجہ سے اپنا غصہ نکالا جائے۔

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے پانچ سوالات

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی ہر دو ملایانِ دیوبندیہ سے اس واقعہ کے متعلق کچھ مطالبات ہیں جن کا جواب ان سے مطلوب ہے۔

1. جو بدبخت رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کرے چرانے والے صحابی کو قتل کرے کیا وہ اس فعل کے باوجود بھی صحابی قرار دیا جائے گا؟
2. کسی صحابی کا نام عبدالرحمٰن قاری ثابت کریں، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری والی بات آپ کے اپنے دعوے کے مطابق نہیں۔
3. کسی کافر کو صحابی قرار دینے والے کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے؟ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ آپ کے مشہور و معتمد مولوی مرتضیٰ حسن چاند پوری صاحب نے لکھا ہے کہ ”جو شخص یقیناً کافر یا مرتد ہے اس کو اگر کوئی شخص مسلمان کہے تو یہ مسلمان کہنے والا خود کافر اور مرتد ہو جاتا ہے۔“

(تحقیق الکفر والایمان صفحہ ۷۹ مشمولہ احتساب قادیانیت جلد ۱۰ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان)

4. ایسے کردار والے ملعون شخص کو صحابی قرار دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں شیعیت کے باطل عقائد کو تقویت دینا ہے یا نہیں؟
5. ملفوظات میں درج واقعہ میں عبدالرحمٰن اور اس کے گروہ کو کافر کہا گیا یا نہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو ایک لفظ میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے پورے واقعہ کو (جس میں عبدالرحمٰن کافر کا صحابہ کے ساتھ مقابلہ ہوا) نظر انداز کر کے اپنا من پسند مطلب کشید کرنا درست ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور اس کے پس خوردہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحب سے گذارش ہے کہ ان مطالبات کا تسلی بخش جواب دیں تا کہ آپ کے اعتراض کی حقیقت بھی قارئین پر مزید آشکار ہو جائے۔

آئینہ دیکھئے

کتابت کی غلطی کی بنا پر طوفانِ بدتمیزی بپا کرنے والے دیوبندی علماء کو آئینہ دکھایا جا رہا ہے کہ جس طرح عبدالرحمٰن کافر کے نام کے ساتھ فزاری کی جگہ کتابت کی غلطی کی بنا پر قاری لکھا گیا اور دیوبندی علماء عبدالرحمٰن قاری نام کا صحابی نہ ہونے کے باوجود بھی اپنی فنکاریوں سے باز نہ آئے اور اس ملعون کافر کو (جس نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا اور صحابی کو قتل کیا) صحابی کہنا شروع کر دیا بالکل اسی طرح ان کی کتب میں بھی کتابت کی سنگین غلطیاں موجود ہیں جن میں سے ذیل میں دو مثالیں درج کی جاتی ہیں:

صحابی منکرِ نبوت ہوتا ہے، (نعوذ باللہ)

1. مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے شاگرد مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے اپنی تالیف ”انوار الباری“ میں لکھا ہے کہ

”صحابی منکرِ نبوت ہوتا ہے۔“

(انوار الباری جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ کتابت ایڈیشن ناشر ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحبان! اگر یہ عبارت اعلیٰ حضرت کی تصنیف میں ہوتی تو یقیناً آپ حضرات چہک چہک کر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی پر تبرا بازی کرتے لیکن اب چونکہ آپ کے دیوبندی فرقہ کے عالم کی کتاب میں لکھا گیا ہے کہ ”صحابی منکرِ نبوت ہوتا ہے“ اس لیے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جائے گا بلکہ کتابت کی غلطی کہہ کر دفاع کیا جائے گا۔

حضرتِ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول نامعتبر، (نعوذ باللہ)

دورِ حاضر کے مشہور دیوبندی مولوی ابو بلال جھنگوی صاحب نے بھی اپنی کتاب ''تحفہ اہل حدیث'' میں صحابی رسول حضرت ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) کا نام لکھ کر انہیں نامعتبر مورخ کہا ہے ملاحظہ کیجئے جھنگوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ابوقتادہ کوئی قابل اعتماد مورخ نہیں ہے۔''

(تحفہ اہل حدیث حصہ دوم صفحہ ۱۳۴ ناشر ادارہ العزیز نزد جامع مسجد صدیقیہ گلہ برف خانہ سیالکوٹ روڈ گھوکھر کی گوجرانوالہ طبع اول جولائی ۱۹۹۹ء)

ضروری نوٹ: تحفہ اہل حدیث (۲) کے دو نسخے ہمارے پیش نظر ہیں دونوں نسخوں کے شروع میں طبع اول جولائی ۱۹۹۹ء لکھا ہے لیکن ایک نسخہ میں ابوقتادہ موجود ہے جب کہ دوسرے نسخہ میں ابوقتادہ کی جگہ واقدی لکھ دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس میں حضرت ابوقتادہ صحابی رسول کا نام لکھ کر انہیں نا قابل اعتماد مورخ قرار دیا گیا ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا دو مثالیں پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر ہم بھی ان عبارات کو بنیاد بنا کر ان کے دیوبندی مولفین کا رد کریں تو دیوبندی حضرات کے کیا جذبات ہوں گے؟ عبدالرحمٰن کافر کے واقعہ سمیت کتابت کی دیگر اغلاط کی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کرنے والے دیوبندیوں کے لیے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے یا تو اس طرح کی خیانتوں سے باز آئیں وگرنہ ان عبارات کا ایسا جواب دیں جس پر کوئی اعتراض واقع نہ ہو سکے۔

ضروری نوٹ: دیوبندی حضرات کی اس طرح کی بہت سی اغلاط ہمارے پیش نظر ہیں، بقدر ضرورت صرف دو اغلاط پیش کی گئی ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۵:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحب نقل کرتے ہیں کہ

''مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی نہ قتل کر سکے نہ پھانسی دے سکے بلکہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے اور قرب قیامت میں آپ پھر نزول فرمائیں گے ان کا وجود علامات قیامت میں سے ایک علامت ہوگا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس حیات کا انکار کرتے ہیں اور انہیں وفات طبعی سے فوت شدہ مانتے ہیں عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر چند لمحوں کے لیے موت کے قائل ہیں اور پھر ان کے جی اٹھنے اور آسمانوں میں چلے جانے کا اعتقاد رکھتے ہیں مولانا احمد رضا خاں کا تصور حیات مسیح اسلامی اعتقاد سے دور اور قادیانی عقیدے کے بہت قریب ہے آپ لکھتے ہیں ''حیات و وفات سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوۃ اللہ تسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو خود ایک فرعی سہل خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے۔ جس کا اقرار یا انکار کفر تو در کنار ضلال بھی نہیں۔'' (الجزر الدریانی صفحہ ۲۳ مطبوعہ کانپور)

مزید لکھتے ہیں ''حیات و وفات مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجال لعین کو قتل کرنے میں کس کو کلام نہیں۔''

(الجزر الدریانی صفحہ ۲۵ مطبوعہ کانپور) (فرقہ بریلویت صفحہ ۳۷)

ضروری نوٹ: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا نام ''اَلْجُرَازُ الدَّیَّانِی عَلَی الْمُرْتَدِّ الْقَادِیَانِی'' ہے۔ گھمن صاحب کی کتاب میں اس کا نام غلط لکھا ہے:

(گھمن صاحب کا نقل کردہ اقتباس: ''مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ'' سے لے کر ''قادیانی عقیدے کے بہت قریب ہے تک مطالعہ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۳۱۵ کی من وعن نقل ہے'' اس کے بعد مطالعہ بریلویت کی کچھ سطریں چھوڑ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے دو اقتباس مطالعہ بریلویت جلد دوم صفحہ ۳۱۶ سے نقل کیے ہیں۔)

اس اقتباس میں بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان باندھا گیا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الجراز الدیانی'' سے اس کی تفصیل ملاحظہ کریں جس میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

''قادیانی صدہا وجہ سے منکر ضروریات دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات و وفات سیدنا عیسیٰ رسول اللہ علیٰ نبینا الکریم و علیہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فرعی سہل خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے، جس کا اقرار یا انکار کفر تو در کنار ضلال بھی نہیں۔ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید فرض کردم کہ رب عزوجل نے اُن کو اُس وقت وفات ہی دی پھر اس سے اُن کا نزول کیونکر ممتنع ہو گیا انبیاء علیہم السلام کی موت محض ایک آن کو تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے ہوتی ہے پھر وہ ویسے ہی حیات حقیقی دنیاوی و جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اُس سے پہلے تھے زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار ہے؟''

(الجراز الدیانی صفحہ ۵ مطبوعہ مصطفیٰ فاؤنڈیشن مصطفیٰ لائبریری ۶۱ فاروق کالونی والٹن روڈ لاہور)

مندرجہ بالا اقتباس سے کالشمس فی النہار واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود وفات حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل نہیں اسی لیے تو اس اقتباس میں فرمایا کہ ''فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی'' نیز اسی کتاب ''اَلْجُرَازُ الدیانی''، میں ہی اعلیٰ حضرت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق قادیانی شبہ کا رد کیا ہے جس میں آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''بے شک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ السلام وفات پائیں گے اور روز قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی ورنہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں۔ لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں اور یہ باطل ہے۔''

(الجراز الدیانی صفحہ ۲۰ ناشر مصطفیٰ فاؤنڈیشن ۶۱ فاروق کالونی والٹن روڈ لاہور)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال لعین کو قتل کرنے کے بھی منکر نہیں جیسا کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور ان کی کتاب سے نقل کر مولوی الیاس گھمن صاحب نے بھی اعلیٰ حضرت کی کتاب سے یہ اقتباس پیش کیا ہے ان حقائق کے باوجود بھی خواہ مخواہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو نشانہ تنقید بناتے ہیں اور ان کے عقیدہ کو اسلامی عقیدے سے دور اور قادیانی عقیدت کے قریب قرار دیتے ہیں نعوذ باللہ۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم مفتی شفیع دیوبندی صاحب ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب کے اعتراض کی زد میں:

رہی یہ بات کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عقیدہ حیات و وفات مسیح کو ایک نوع کا اختلافی مسئلہ قرار دیا ہے تو آیئے دیوبندیوں کے مفتی اعظم مفتی شفیع دیوبندی صاحب کی کتاب سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ملتی جلتی عبارت ملاحظہ کیجئے جس میں مفتی شفیع دیوبندی صاحب حیات عیسیٰ علیہ السلام کو فروعی اور مسلمانوں کے درمیان اختلافی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

کہ ''اصول مرزائیت میں زبردستی وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو درج کیا گیا بلکہ اسی مسئلہ کو تمام اپنے مذہب و صداقت کا سنگ بنیاد بتلایا گیا۔ علماء جانتے تھے کہ مرزا صاحب یہ چاہتے ہیں کہ ان کی ذات اور ذاتی صفات عقائد و اخلاق معرکہ بحث نہ نہیں بلکہ لوگ اس مسئلہ میں الجھے رہیں کیونکہ اوّل تو یہ مسئلہ علمی ہے عوام اس کے حق و باطل کی تمیز ہی نہ کر سکیں گے مناظرہ میں ہر قسم کی شکست و ذلت کے باوجود بھی مرزا جی کو کہنے کی گنجائش رہے گی کہ ہم جیتے اور اگر بالفرض اہل حق نے کہیں اُن کا منہ اس طرح بھی بند کر دیا کہ وہ بالکل نہ بول سکے تب بھی زیادہ سے زیادہ لوگوں پر یہ اثر ہوگا کہ ایک فروعی سی بحث ہے اس میں اگر ان کا خیال مخالف ہی ہے تو کوئی بڑی بات نہیں ایسے اختلافات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔''

(علامات قیامت اور نزول مسیح حصہ اول بنام مسیح موعود کی پہچان صفحہ ۱۳، ۱۴ ناشر مکتبہ دار العلوم کراچی)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے اعتراض کا جواب ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی ہی کے قلم سے:

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کی تصدیق بھی ڈاکٹر خالد محمود مانچسٹروی دیوبندی ہی کے قلم سے پیش کی جاتی ہے جس سے ایک تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت سب پر واضح ہو گی اور یہ بھی بخوبی عیاں ہو گا کہ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے کے لیے دیوبندی علماء حقائق کا انکار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ قارئین کرام کو اس بات پر حیرت ہو گی کہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سمیت بعض دیگر علماء اسلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عارضی موت کا قائل تسلیم کیا ہے۔ خالد محمود دیوبندی صاحب لاشعوری طور پر اعلیٰ حضرت کی تائید اور اپنے اعتراض کی خود ہی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

1. ''اس میں تو کچھ اختلاف ہوا کہ آپ کو اٹھائے جانے سے پہلے نیند کی بے ہوشی دی گئی یا کچھ وقت کے لیے آپ کو موت دی گئی لیکن اس پر سب کا اتفاق رہا کہ آسمانوں پر بدن عنصری کے ساتھ زندہ پہنچے۔''

(عقیدۃ خیر الامم فی مقامات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مطالعہ قادیانیت جلد دوم صفحہ ۱۶۶ ناشر دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

2. ''بعض علماء اس طرف گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمانوں پر اٹھائے جانے کے لیے موت وارد کر دی تھی تاکہ آپ کو اس سفر کی کچھ وحشت محسوس نہ ہو۔''

اس کے کچھ سطر بعد لکھا کہ

3. ''جن علماء نے آپ کے لیے یہ وقتی موت تسلیم کی ہے ان کا یہ قول شاذ قادیانی عقیدہ وفات مسیح ہرگز تائید نہیں کرتا کیونکہ وہ سب آپ کے آسمانوں پر جانے اور پھر نزول فرمانے کا عقیدہ رکھتے تھے۔''

(مطالعہ قادیانیت جلد دوم صفحہ ۴۲۵ ناشر دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

4. ''جب یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (ایک قول کے مطابق) آپ کو آسمان پر لے جانے سے پہلے کچھ مختصر ساعات کے لیے وہ موت دی جس سے عالم برزخ کا دروازہ نہیں کھلتا۔''

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۴۵ دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

5. ''حضرت عبداللہ ابن عباس کے اس عقیدے پر نظر رکھتے ہوئے ممیتك کے معنی اس عارضی موت کے سوا جو بقول بعض آپ پر کچھ ساعات کے لیے وارد کی گئی کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔''

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۴۶ ناشر دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

6. ''تحقیق پسند حضرات صرف آپ کے قول ممیتك پر کبھی آپ کے عقیدے کا فیصلہ نہ کریں گے بلکہ ان کے دوسرے قول ثم یموت کو بھی ساتھ ملانا پڑے گا اور اس میں یوں تطبیق کی جائے گی کہ ممیتك سے مراد آپ کی وہ عارضی موت ہے جو بقول بعض آپ کو دوران رفع قید ساعات کے لیے دی گئی تھی۔''

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۴۷ ناشر دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

7. ''ہم اپنے قارئین کو پھر سے یقین دلاتے ہیں کہ وہ جب چاہیں قادیانیوں کو اس بات کا چیلنج دیں کہ وہ اسلام کی پہلی تیرہ صدیوں سے کسی ایک بزرگ کا قول دکھا دیں جس میں (۱) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نام کی تصریح ہو۔ (۲) ان پر موت آچکنے کا بیان ماضی کے صیغہ سے ہو۔ (۳) وہ عارضی موت نہ ہو جو بقول بعض نیند کی صورت میں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوران رفع دی گئی تھی۔''

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۴۹ دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

8. ''اگر آپ نے کہیں مات کہا بھی تو اس سے وہ موت مراد ہو گی جو وقت رفع آپ کو بقول بعض چند ساعات کے لیے دی گئی تھی۔''

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۵۳ دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

9. ''جن علماء نے توفی سے مراد وفات موت لی یا وفات نوم ان میں سے بھی کوئی

قادیانیوں کے عقیدہ وفات مسیح سے متفق نہ ہوا کیونکہ یہ دو معنی لینے والے بھی
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کو اس طرح نہیں مانتے کہ وہ اس کے بعد اپنے بدن
عنصری سے آسمان میں نہ ٹھہرے ہوں اور پھر اپنے اس بدن عنصری سے قرب
قیامت میں زمین پر اترنے والے نہیں سو ان کے لیے اگر کسی عالم نے توفی کے
معنی موت ہی کے کیے ہوں تو اس سے ان کے اپنے عقیدے کی تائید ہرگز نہیں
ہوتی کہ آپ پر موت اس طرح آئی کہ آسمان پر آپ کا مقر نہ بنا اور آپ ملائکہ
مقربین کے ہم مجلس نہ ہو سکے ہوں۔"

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۶۶ دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

⑩ "کوئی توفی کا معنی وفات موت کرے یا وفات نوم یا وفات رفع اس عقیدے پر
سب متفق ہو جاتے ہیں کہ اس کے بعد آسمان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا مقر بنا
اور وہاں زندہ ملائکہ مقربین کے ہم نشین ہیں اور وہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قرب
قیامت زمین پر اتریں گے ان ضمنی اختلاف کو سامنے لا کر قادیانی اس اجماع کو
نہیں توڑ سکتے جو مسلمانوں کا رفع مسیح، حیات مسیح اور نزول مسیح پر ہو چکا ہے۔"

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۶۶ دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

⑪ "حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی توفی وفات نوم (نیند) ہو جیسا کہ ربیع نے کہا یا
کچھ (وقت کے لیے) وفات موت ہو جیسا کہ حضرت ابن عباس سے ایک نقل
ہے وہب بن منبہ کہتے ہیں آپ تین ساعات تک موت میں رہے اللہ نے اس
دوران آپ کو اٹھا لیا اور آسمان میں لا کر زندہ کر دیا فراء نے کہا ہے کہ یہ وفات
موت تھی لیکن قرآن میں دیا گیا وعدہ انی متوفیک ان کے رفع اور نزول کے
بعد پورا ہو گا سو یہاں واؤ ترتیب کے لیے نہیں ہے (اور یہ کلام عرب میں ملتا
ہے) لیکن اس پر سب متفق ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ آپ اس وقت آسمانوں

پر زندہ موجود ہیں اور آپ وہاں فرشتوں کے ساتھ محو تسبیح و تقدیس ہیں۔"

(مطالعہ قادیانیت جلد ۲ صفحہ ۴۶۸ دار المعارف الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور)

قارئین کرام! ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی کتاب سے ۱۱/ اقتباسات آپ نے
ملاحظہ کیے جن میں صراحتاً اقرار ہے کہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام میں علماء اسلام کے درمیان
اختلاف رہا ہے یہ بات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی تو ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی وغیرہم نے
اعتراض جڑنا شروع کر دیا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کو قادیانی عقیدہ کے مطابق قرار
دے دیا حالانکہ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ

"فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی پھر
اب سے اُن کا نزول کیونکر ممتنع ہو گیا۔ انبیاء علیہم السلام کی موت محض ایک
آن کو تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لیے ہوتی ہے۔ پھر وہ ویسے ہی حیات
حقیقی دنیاوی و جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے زندہ
کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار ہے؟" (الجراز الدیانی صفحہ ۵ مطبوعہ لاہور)

اب سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کی کتاب سے پیش کیے اقتباسات
میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سمیت جن علماء کا عقیدہ عارضی وفات مسیح کا ہے کیا وہ تمام بھی عقیدۂ
قادیانی عقیدہ کے "بہت قریب" ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر خواہ مخواہ
بہتان باندھنے کا کیا فائدہ؟

مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار

مولوی عبید اللہ سندھی دیوبندی کی تفسیر "الہام الرحمٰن" میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کے
عقیدہ کو یہودیوں اور صابیوں کی گھڑی ہوئی کہانی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

یہ جو حیات عیسیٰ لوگوں میں مشہور ہے یہ یہودی کہانی نیز صابی من گھڑت کہانی
ہے مسلمانوں میں فتنہ عثمان کے بعد بواسطہ انصار بنی ہاشم یہ بات پھیلی اور یہ صابی اور یہودی

تھے علی بن ابی طالب کے مددگار تھے ان میں حبِّ علی نہیں تھا بغض اسلام تھا یہ بات ان لوگوں میں پھیلی جن نے هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی کا مطلب نہیں سمجھا اس بات کا حل اجتماعیت عامہ کی معرفت پر مبنی ہے جو لوگ اس قسم کی روایات پیش کرتے ہیں وہ علوم اجتماعیت سے بہت دور ہیں جب وہ اس آیت کا مطلب نہیں سمجھتے تو وہ ان روایات کو قبول کر لیتے ہیں اور متاثر ہو جاتے ہیں اسلام میں علمی بحث کا پہلا مرجع قرآن ہے قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہو کہ عیسیٰ نہیں مرا۔

(الہام الرحمٰن صفحہ ۳۱۸ مکتبہ اوراق ۳۲ میکلیگن روڈ چوک اے جی آفس لاہور)

قارئین زاہد الحسینی دیوبندی نے اپنی کتاب تذکرہ المفسرین صفحہ مطبوعہ میں الہام الرحمٰن کی تعریف کی ہے۔

دیوبندیہ وہابیہ کے امام الہند، ابوالکلام آزاد کا حیاتِ مسیح علیہ السلام سے انکار:

اس کے علاوہ دیوبندیہ وہابیہ کے مشتر کہ امام الہنود ابوالکلام آزاد صاحب سے ڈاکٹر انعام اللہ خان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ''وفات مسیح کا ذکر خود قرآن میں ہے۔'' (ملفوظات آزاد شائع کردہ مکتبہ ماحول کراچی صفحہ ۱۲۹)

ابوالکلام آزاد صاحب کی زیر ادارت شائع ہونے والے الہلال میں حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ ''گوہر افشانی'' بھی کی گئی کہ

''پلاطوس کے بے رحم سپاہیوں نے ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا تا وہ صلیب پر لٹائے جائیں اور جو لکھا ہے وہ پورا ہو یہ ایک اخلاقی جہاد تھا اور اس اخلاقی مجاہد نے اس راہ میں اپنی عظیم قربانی کر کے فی الحقیقت اس کی پوری تکمیل کر دی۔''

(ہفتہ وار الہلال کلکتہ، ۲۹/اکتوبر ۱۹۱۳ء جلد سوم صفحہ ۳۳۸)

اس کے کچھ سطور بعد لکھا:

''ناصرہ کے واعظ کی طرح اپنی مظلومانہ قربانی اور اپنے خون شہادت کی تلاش ہو۔'' (ہفتہ وار الہلال کلکتہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۳ء جلد سوم صفحہ ۳۳۹)

ڈاکٹر اقبال اور تصورِ مہدی و مسیح:

ڈاکٹر اقبال اپنے خط میں لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک مہدی مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں۔ عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح سپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔''

(مکاتیب اقبال حصہ دوم صفحہ ۲۳۰، ۲۳۱ مرتبہ شیخ عطا محمد بحوالہ نظریہ پاکستان صفحہ ۲۴۹ مؤلف چودھری حبیب احمد ادارہ نظریہ پاکستان پی ۲۶ مندر گلی لائلپور (فیصل آباد) طبع اول فروری ۱۹۶۹ء)

ڈاکٹر خالد محمود اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحبان سے دو سوال:

سوال نمبر ۱: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حیات و وفات مسیح علیہ السلام کے عقیدہ کو فروعی اور اختلافی کہا تو آپ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کو اسلامی عقیدہ سے دور اور قادیانی عقیدہ کے قریب قرار دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اسی عقیدہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام کو آپ کے مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی صاحب نے بھی فروعی اور اختلافی قرار دیا (حوالہ پہلے گذر چکا ہے) لہٰذا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا ان کے عقیدہ کو بھی قادیانی عقیدہ کے قریب قرار دیا جائے گا۔ اگر نہیں تو اپنوں اور بیگانوں کے لیے انصاف کے پیمانے الگ الگ کیوں ہیں؟

سوال نمبر ۲: حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکاری مولوی عبید اللہ سندھی و ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر اقبال صاحب (جنہوں نے مہدی و مسیح علیہ السلام کے متعلق احادیث کے بارے میں یہ کہا کہ قرآن کی صحیح سپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں) سمیت مذکورہ حضرات پر کیا حکمِ شرعی لازم آتا ہے؟ آپ کی مبنی بر انصاف رائے کا انتظار ہے۔

قسط نمبر 8

دیوبندی خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں

میثم عباس قادری رضوی
massam.rizvi@gmail.com

دیوبندی تحریف نمبر ۲۴

دیوبندیوں کے ''امام'' اور ''محدث اعظم'' مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب ''راہ سنت'' میں میت کو کلمہ کی تلقین کرنا خالص بدعت قرار دیا، ذیل میں اس کا عکس ملاحظہ کریں۔

مگر یہ یاد رہے کہ تلقین سے سورۃ بقرہ کا ابتدائی اور آخری حصّہ پڑھنا مراد ہے، نہ یہ کہ اہل بدعت کی طرح کلمہ وغیرہ پڑھ کر میّت کو خطاب کیا جائے، یہ خالص بدعت ہے۔ اس لئے بحر الرائق وغیرہ کے الفاظ ہی اس کو متعین کر دیتے ہیں کہ دفن کے بعد دُعا اور زیارت کے علاوہ قبر کے پاس اور جو کچھ بھی کیا جائیگا وہ خلافِ سنّت ہوگا، سجدہ ہو یا طواف، استمداد ہو یا اذان وغیرہ، اور یہی ہم کہنا چاہتے ہیں۔

(راہ سنت صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ ادارہ نشر و اشاعت نوۃ العلوم گوجرانوالہ طبع دوازدہم (۱۲) تاریخ اشاعت ۱۹۸۱ء)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی صاحب نے میت کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا خالص بدعت کہا لیکن اپنے اس موقف کے برعکس اپنی کتاب ''سماع موتی'' میں تلقین میت کے بارے میں لکھا ہے کہ

''پہلے یہ بات بحوالہ فتاوی رشیدیہ عرض کی جا چکی ہے کہ تلقین میت میں حنفیہ باہم مختلف ہیں جو گروہ سماع موتی کا قائل ہے وہ تلقین میت

کا بھی قائل ہے اور چونکہ دفن کے بعد بہت سی روایات اثباتِ سماع کر لی ہیں لہٰذا تلقین میت اسی پر مبنی ہے (محصلہ) اور یہ تلقین اسی وجہ سے ہے کہ میت قبر میں سنتی ہے ورنہ یہ کاروائی بے کار ہے۔''

(سماع الموتی صفحہ ۲۳۰ ناشر مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ طبع پنجم جولائی ۱۹۹۷ء)

یعنی تلقین میت سماع موتی کے قائلین کے نزدیک درست ہے اور چونکہ گکھڑوی صاحب خود بھی سماع موتی کے قائل ہیں۔ (انہوں نے سماع موتی کے مسئلہ کے جواز میں ۳۶۸ صفحات کی کتاب لکھی ہے،) نتیجتاً ثابت ہوا کہ گکھڑوی صاحب کے نزدیک تلقین میت درست ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تلقین میت کو گکھڑوی صاحب نے خالص بدعت بھی قرار دے رکھا ہے اور اپنی کتاب ''سماع موتی'' میں گکھڑوی صاحب تلقین کا جواز ثابت کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ

حافظ ابن مندہ نے حضرت ابو امامہ کی اس روایت کی تخریج کی ہے آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے اور تم اس پر مٹی ڈال کر قبر درست کر چکو تو تم میں سے ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر یہ کہے: اے فلاں فلانہ کے بیٹے کیونکہ بلاشک وہ سنتا ہے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتا (جس کو تم سن سکو) اس کی اسناد صالح ہے اور محدث ضیائے احکام میں اس کو قوی بتایا ہے۔

(سماع الموتی صفحہ ۲۳۲ ناشر مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ طبع پنجم جولائی ۱۹۹۷ء)

گکھڑوی صاحب کی اس پیش کردہ حدیث میں تلقین کے لیے میت سے صریح خطاب ہے لیکن گکھڑوی صاحب نے اس حدیث کا وہ حصہ نقل نہیں کیا جس میں کلمہ طیبہ کی تلقین کا بھی ذکر ہے اس حدیث کا باقی حصہ ملاحظہ کریں جس کو گکھڑوی صاحب نے نہ جانے کیوں نقل نہیں کیا۔ حضرت امام سیوطی نے لکھا ہے کہ

''پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ بیٹھے گا پھر کہو اے فلاں ابن فلاں تو مردہ پوچھے گا کیا کہتے ہو اس وقت کہو یاد رکھنا اس بات کو جس

پر دنیا میں تھے یعنی گواہی لا الٰہ الا اللہ کی اور اللہ کو رب ماننا اور اسلام کو دین ماننا اور محمد ﷺ کو نبی ماننا اور قرآن کو امام ماننا اس وقت منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں یہاں سے چلو اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں گے اس کو آخرت کی دلیل سکھا دی گئی اور اللہ تعالیٰ اس کی دلیل لے لیتا ہے پہلے فلاں کی جگہ میت کا نام اور دوسرے فلاں کی جگہ ماں کا نام لے ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو آپ نے فرمایا: اس جگہ پر حوا کا نام لے اور فلاں ابن حوا کہے اس روایت کو طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے۔

(شرح الصدور مترجم صفحہ ۶۶ ناشر دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

۔ اس حدیث پاک میں میت سے خطاب کر کے اسے کلمہ کی تلقین کا ذکر ہے جو کہ گکھڑوی صاحب کے نزدیک ہم اہل سنت کا فعل ہے اور خالص بدعت ہے اب بتائیے کہ حدیث پاک سے ثابت عمل کو بدعت کہہ کر گکھڑوی صاحب کس مقام پر فائز ہوئے؟

اصل بات جس کا کرنا یہاں مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ سرفراز گکھڑوی دیوبندی صاحب کی کتاب ''راہ سنت'' سے اس حصہ کو (جس میں میت کو کلمہ کی تلقین کرنا خالص بدعت قرار دیا گیا ہے) چپکے سے نکال دیا گیا ہے قارئین ''راہ سنت'' کتاب میں کی گئی تحریف کا عکس ملاحظہ کریں۔

مگر یہ یاد

رہے کہ تلقین سے سورۃ بقرہ کا ابتدائی اور آخری حصہ پڑھنا مراد ہے۔ جس کا ثبوت حضرت ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث سے ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۹) اگر یہ موقوف بھی ہو تب بھی حکماً مرفوع ہے اسلئے البحر الرائق وغیرہ کے الفاظ ہی اس کو متعین کر دیتے ہیں کہ دفن کے بعد دعا اور زیارت کے علاوہ قبر کے پاس اور جو کچھ بھی کیا جائیگا وہ خلافِ سنت ہوگا، سجدہ ہو یا طواف، استمداد ہو یا اذان وغیرہ، اور یہی ہم کہنا چاہتے ہیں۔

(راہ سنت صفحہ ۲۲۸ ناشر مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

سابق مہتمم دار العلوم دیوبند قاری طیب صاحب نے بھی اپنی کتاب ''عالم برزخ'' میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شعیب بن شیبہ نے اپنی والدہ کو ان کی وصیت کے مطابق مخاطب کر کے کلمہ کی تلقین کی تو اس وجہ سے ان کی نجات ہو گئی۔ (عالم برزخ صفحہ ۳۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی) میت کو کلمہ کی تلقین کرنے کو بدعت قرار دینے والے دیوبندی اپنے حکیم قاری طیب دیوبندی صاحب کے بارے میں بھی بدعتی ہونے کا فتویٰ جاری کریں گے؟

تحریف نمبر ۱۹ سے ۲۴ تک مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی صاحب کی کتب سے پیش کی جانے والی تحریفات پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گکھڑوی صاحب یا ان کے صاحبزادگان نے ان عبارات کو چپکے سے نکالا ہے ان کے متعلق کسی قسم کی وضاحت نہیں کی کہ ان مسائل میں ہمارا پہلا بیان کردہ موقف اب تبدیل ہو گیا ہے اور ہم نے اپنے موقف کی وجہ سے فریق مخالف پر جو رد کیا تھا وہ بھی کالعدم سمجھا جائے۔ اسی وجہ سے پہلے درج عبارات کو حذف یا تبدیل کیا جا رہا ہے چوری چپکے ان عبارات کو نکالنے کا مطلب ہے کہ دال میں کچھ کالا نہیں بلکہ پوری دال ہی کالی ہے۔

مناظر اسلام حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی کتاب ''السیف المسلول'' میں دیوبندیوں کی جانب سے تحریفات:

تحریف نمبر ۲۵:

مولانا کرم الدین دبیر ''السیف المسلول'' میں فرقہ جات باطلہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''یہ آیت پاک ہمارے ہاتھ فرقہ جات باطلہ، شیعہ، مرزائی، وہابی، چکڑالوی وغیرہ کے خلاف زبردست حجت ہے کہ وہ ہرگز عباد

صالحون میں شمار نہیں ہو سکتے۔"

ذیل میں اس عبارت کا عکس ملاحظہ کریں:

یہ آیت پاک ہمارے ہاتھ
فرقہ جات باطلہ۔ شیعہ۔ مرزائی۔ وہابی۔ چکڑالوی وغیرہ کے خلاف زبردست حجت
ہے کہ وہ ہرگز عباد صالحون میں شمار نہیں ہو سکتے

(السیف المسلول مشمولہ رسائل ثلاثہ صفحہ ۳۲، مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور بار دوم یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء)

لیکن یہی کتاب جب قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب کے صاحبزادے قاضی ظہور الحسین دیوبندی کے اہتمام اور مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے مقدمہ وحواشی کے ساتھ شائع ہوئی تو اس میں سے قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب کی پیروی کرتے ہوئے اس میں تحریف کر دی گئی۔ ذیل میں دیوبندیوں کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب "السیف المسلول" سے تحریف شدہ عبارت کا عکس ملاحظہ کریں:

یہ آیت پاک ہمارے ہاتھ دیگر
فرقہ جاتِ باطلہ، شیعہ، مرزائی، اور چکڑالوی وغیرہ کے خلاف زبردست حجت ہے کہ وہ
"عبادِ صالحون" میں شمار نہیں ہو سکتے

(السیف المسلول صفحہ ۶۲ نا: قاضی محمد کرم الدین دبیر اکیڈمی، پاکستان سن اشاعت ۲۰۱۱ء)

1. مندرجہ بالا اقتباس میں "دیگر" کا لفظ دیوبندیوں نے اپنی طرف سے شامل کیا ہے۔ اصل کتاب میں یہ لفظ موجود نہیں ہے۔
2. "وہابی" کا لفظ اڑا دیا گیا ہے۔ (یہ یاد رہے کہ اس سے پہلے قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب بھی مولانا کرم الدین دبیر کی کتاب "آفتاب ہدایت" میں سے لفظ وہابی نکال کر تحریف کا ارتکاب کر چکے ہیں۔)
3. "ہرگز" کا لفظ بھی نکال دیا گیا ہے۔

تحریف نمبر ۲۶:

مناظر اسلام حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ اسی کتاب میں نجدی سعودی وہابیوں کے قبضہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ "سعودیوں کا تسلط مالکانہ اور وارثانہ نہیں بلکہ عارضی اور غاصبانہ ہے جیسا کہ یزید کو بھی کچھ دن ملا تھا وہ بھی مٹ گیا یہ بھی مٹ جائیں گے۔"

اوس مسجد الحرام میں
جنمیں حسب وعدہ ایزدی ناپاک لوگ پاس تک پھٹکنے نہیں پاتے۔ متولی کون لوگ ہیں
یہی عباد صالحون فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت ہیں۔ سعودیوں کا تسلط مالکانہ و وارثانہ نہیں بلکہ عارضی اور غاصبانہ
(۱۸) لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ
العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منہم ثم تاب علیہم انہ بہم
رءوف رحیم۔

(السیف المسلول مشمولہ رسائل ثلاثہ صفحہ ۳۲ مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور، سن اشاعت اکتوبر ۱۹۲۹ء)

لیکن دیوبندیوں کے زیر اہتمام "السیف المسلول" کے شائع ہونے والے ایڈیشن سے مندرجہ بالا نقل کردہ عبارت کو بھی نکال کر یہودیانہ تحریف کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

ذیل میں السیف المسلول کے اس تحریف شدہ حصے کا عکس ملاحظہ کریں:

اس مسجد الحرام میں جس میں حسبِ وعدۂ ایزدی ناپاک لوگ پاس تک نہیں پھٹکنے پاتے۔ متولی کون لوگ ہیں؟ یہی "عبادِ صالحون" فرقہ ناجیہ ① اہل سنت والجماعۃ ہیں۔

۱۸: لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ②

(السیف المسلول صفحہ ۶۲ ناشر قاضی محمد کرم الدین دبیر، اکیڈمی پاکستان سن اشاعت اکتوبر ۲۰۱۱ء)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مندرجہ بالا عبارت میں ''فرقہ ناجیہ اہل سنت و الجماعۃ ہیں'' کے بعد آیت قرآنی لکھی ہے حالانکہ اس کے بعد اور آیت قرآنی سے پہلے وہ عبارت ہے، جس کا عکس آپ نے السیف المسلول مطبوعہ ۱۹۲۹ء کے حوالے سے پہلے ملاحظہ کیا۔ یہ دیوبندیوں کی وہابیوں، نجدیوں سعودیوں سے عقیدت کا واضح اور کھلا ثبوت ہے اور قاضی ظہور الحسین دیوبندی اور مولوی عبد الجبار سلفی صاحبان! بتائیے کیا ایسی تحریفات کے ذریعے ہی مسلک کی سچائی ثابت کی جاتی ہے؟

❀❀❀

اکابر دیوبند کے باغی دیوبندی

میثم عباس قادری رضوی

قارئین کرام! رب نواز نامی ایک دیوبندی مولوی صاحب نے ایک رسالہ بنام ''احمد رضا خاں کے باغی بریلوی'' لکھا ہے۔ جس میں اس طرح کے اعتراضات کیے گئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے لیکن بریلوی سجدے کرتے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بچوں کے سروں پر پیر کے نام کی چوٹی مدت معینہ کے لیے رکھنا اصل بدعت ہے لیکن بعض بریلوی یہ چوٹی رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ غرض اسی طرح کے لغو اعتراضات کے ذریعے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں عوام کو اعلیٰ حضرت سے بدظن کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے حالانکہ اگر اس جاہل کو عقل وشعور اور علم سے کچھ واسطہ ہوتا تو اعلیٰ حضرت پر اس طرح کے جاہلانہ اعتراض نہ کرتا۔

مولوی رب نواز دیوبندی صاحب کے لیے شدید پریشانی

پہلی بات:

مولوی رب نواز دیوبندی صاحب نے اپنے رسالہ میں عام عوام (جو غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کرتی ہے) کو بریلوی لکھا ہے لیکن مولوی رب نواز دیوبندی کی تغلیط کرتے ہوئے دیوبندیوں کے مشہور جعل ساز ڈاکٹر علامہ خالد محمود دیوبندی صاحب نے ہم اہلسنت کے بارے میں لکھا ہے کہ

''افسوس کہ یہ لوگ اپنی عددی کثرت جتلانے کے لیے ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملانے لگے جو دوسروں کو کافر قرار دینے کی رضا خانی

کاروائی سے قطعاً متفق نہ تھے مگر گھروں میں عام رسم و رواج کی پابندی اور بدعات کے تلوث کے باعث اپنے آپ کو بریلوی سمجھتے تھے یہ لوگ بدعتی تو ہو سکتے ہیں لیکن بریلوی نہیں بریلویت کا مدار مولانا احمد رضا خان کی اصولی نسبت پر ہے۔"

(مطالعہ بریلویت جلد اول صفحہ ۳۰ دار المعارف اردو بازار لاہور)

اب بتایئے رب نواز دیوبندی صاحب! آپ تو ہمارا اختلاف بیان کرنے چلے تھے لیکن یہاں آپ کا اپنے ہی فرقہ کے مستند عالم سے اختلاف ہو گیا جو آپ کے برعکس عام مسلمانوں کو بریلوی تسلیم کرنے سے ہی انکاری ہے اس لیے پہلے اس بات کا جواب دیں کہ عام مسلمان بھی آپ کے دیوبندی دھرم کے مطابق بریلوی ہیں یا نہیں اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو پھر آپ کے اقرار سے ہم اہلسنت اسی عددی اکثریت میں آگئے جس کا ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب نے انکار کیا ہے اور اگر جواب ناں میں ہے تو آپ کی کتاب اس پہلو سے باطل و کالعدم قرار پائی کہ جن عوام کو آپ نے بریلوی کہا وہ آپ کے مستند دیوبندی عالم کے نزدیک بریلوی ہی نہیں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب نے جو عوام اہل سنت کی اکثریت کو بدعتی قرار دیا ہے اور اہل سنت و جماعت بریلوی تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے یہ ان کے ہم اہل سنت سے بغض کا واضح ثبوت ہے ان کی ہٹ دھرمی دیکھئے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی امت نے (جس کی اپنی عمر ہندوستان میں دوسو سال سے بھی کم ہے) یہاں پہلے سے موجود مسلمانوں کو اہل سنت و جماعت بریلوی تسلیم کرنے کی بجائے بدعتی قرار دیا ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں پہلے پہل صرف فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت عقیدہ کے مسلمان موجود تھے اس لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے "رد روافض" میں کچھ اشعار نقل کیے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں نہ عیسائی ہیں نہ یہودی نہ آتش پرست نہ کوئی غیر مقلد، نہ معتزلی نہ رافضی شیعہ نہ خارجی، غرض ان میں سے کوئی فرقہ بھی

موجود نہیں ہے اور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخری شعر یہ نقل کیا ہے کہ

زہے ملک مسلمان خیز و دین جو
کہ ماہی نیز سنی خیزد از جو

جس کا مطلب ہے کہ اس ملک (ہندوستان) کا کیا کہنا جہاں دین کے طلب گار مسلمان پیدا ہوتے ہیں بلکہ ندی نالوں سے مچھلیاں تک سنی بن کر نکلتی ہیں۔

(رد روافض صفحہ ۴۱ مطبوعہ مجلس تحفظ اسلام پاکستان)

اِس سے معلوم ہوا کہ شیعہ، دیوبندی، وہابی، مرزائی، چکڑالوی نامی غیر اسلامی فرقے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہندوستان میں وارد ہوئے۔

دوسری بات:

دیوبندی فرقہ کے ایک عالم مولوی مبشر احمد دیوبندی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، نے لکھا ہے کہ

"ہمارے عمل تو کافروں جیسے پوچھو تو مسلمان۔ نماز پڑھتا نہیں پوچھو تو مسلمان۔ روزہ کا نام نہیں ہے مسلمان زکوۃ کو تو جانتا ہی نہیں ہے مسلمان حج وقربانی ضیاء مال و وقت سمجھتا ہے مگر مسلمان کا مسلمان بھی ہے ڈاکہ، چوری، دھوکہ دہی فریب کاری، حرام کاری، بدکاری، سود خوری، چور بازاری، ملاوٹ، قتل و غارت کون سی بدعملی ہے جو مسلمانوں میں نہیں پائی جا رہی۔"

(مبشر الواعظین صفحہ ۸۲ ادارہ کریمیہ تعلیم القرآن اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور)

مولوی مبشر دیوبندی صاحب اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"ہمارا یہ حال ہے کہ ہماری تہذیب وتمدن و معاشرت فرنگیوں جیسی ہے ہماری وضع قطع خوشی غمی چال ڈھال بود و باش خورد و نوش سب

انگریزوں جیسا ہے۔"

(مبشر الواعظین صفحہ ۸۱، ادارہ کریمیہ تعلیم القرآن اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور)

یہی دیوبندی مولوی صاحب ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ

"آپ دیکھ رہے ہیں اب گانا بجانا کتنا عام ہو چکا ہے گھر گھر میں ریڈیو، ٹیلی ویژن لگا ہوا ہے صبح شام ہر گھر سے گانے بجانے کی آوازیں آتی ہیں۔ شادی بیاہ پر دیکھو ناچ گانے رقص وسرود کے بغیر مسلمانوں کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔"

(مبشر الواعظین صفحہ ۹۵، ادارہ کریمیہ تعلیم القرآن اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور)

مولوی بشیر احمد دیوبندی صاحب کی کتاب کے اقتباسات کے پیش نظر ممکن ہے کہ مولوی رب نواز دیوبندی صاحب مستقبل قرب میں "اللہ ورسول کے باغی" نامی کتاب بھی لکھ ڈالیں اور اس میں (نعوذ باللہ) اللہ ورسول پر اس وجہ زبان درازی کی جسارت کر دیں کہ **اسلام** کی تعلیمات پر اکثر عوام عمل نہیں کرتی کیونکہ "احمد رضا خان کے باغی بریلوی" نامی رسالے میں بھی اعلیٰ حضرت کی کتب پر عمل نہ کرنے والوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت کے بارے میں بھی غلط تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے اب آئندہ سطور میں دیوبندی کتب سے بطور الزام صرف ایک جھلک ملاحظہ کر لیجئے جن میں دیوبندی اکابرین سے بغاوت کا اعلان کیا گیا ہے تاکہ اس طرح کے لغو اعتراضات کرنے والوں کو آئینہ دکھایا جا سکے۔

مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کے بیٹے عطاء المحسن بخاری کا دیوبندیت سے اعلانِ بغاوت:

دیوبندیوں کے امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کے صاحبزادے مولوی عطاء المحسن بخاری صاحب دیوبندیت سے اعلان بغاوت کرتے

ہوئے کہتے ہیں:

"میں دیوبندیت کو معیار اسلام نہیں سمجھتا۔"

اس کے بعد ہم اہل سنت اور اپنے ہم عقیدہ وہم مخرج بھائیوں یعنی غیر مقلدوں کا رد کرنے کے بعد فرقہ دیوبندیت سمیت سب کے بارے میں کہتے ہیں "سب ہندوستانی مذہب ہیں۔ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔"

(ماہنامہ حق چار یار لاہور جون/ جولائی ۱۹۹۰ء صفحہ ۹۲)

اس کے بعد عطاء المحسن بخاری صاحب دیوبندیت کے متعلق مزید کہتے ہیں کہ

"میں قسم کھا کے کہتا ہوں میں دیوبندی نہیں ہوں، نہیں ہوں، نہیں ہوں، نہیں ہوں، لے جاؤ دیوبندیت کو۔ پھر میں مسلمان نہیں رہا۔ واہ بڑے اسلام کے چودھری لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ میں دیوبندی نہیں ہوں مجھے فخر ہے اس بات پر کہ میں دیوبندی نہیں ہوں میرا باپ بھی دیوبندی نہیں تھا میرا دادا لکڑ دادا ہم میں سے کسی نے بھی دیوبند نہیں پڑھا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی دیوبند میں پڑھتے تھے اور دیوبندیو! اللہ تمہارا بھلا کرے، اللہ تہاڈے حال تے رحم کرے اللہ تہانوں شعور عطا فرمائے اللہ تہانوں اسلام کی وسعت دے مطابق دل دے وسعت ودھاون دی توفیق دیوے کہ وے دیوبند ہن تو نیک بختا کراڑی ڈائن ہندوراں دی حکومت اے اوہ تو کتی توں زیادہ ناپاک رن دی حکومت اے تہاڈے دیوبند وچ...... الخ" (ماہنامہ حق چار یار لاہور جون/ جولائی ۱۹۹۰ء صفحہ ۹۲)

مولوی عطاء المحسن بخاری صاحب کی تقریر کے اقتباسات سے ان کے دیوبندیت کے بارے میں یہ خیالات ظاہر ہوتے ہیں کہ ان کے نزدیک:

1. دیوبندیت معیار اسلام نہیں اور اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

⑥ نیز انہوں نے صاف طور پر قسم کھائی اور بار بار کہا کہ میں دیوبندی نہیں ہوں میرا باپ دادا بھی دیوبندی نہیں تھے۔

پاکستان کا بیت الخلاء دیوبند سے زیادہ پاک ہے، ابن دیوبندی امیر شریعت مولوی عطاء المحسن بخاری کا بیان:

مولوی عطاء المحسن بخاری صاحب کہتے ہیں کہ

''پاکستان کا بیت الخلاء دیوبند توں زیادہ پاک اے۔''

(ماہنامہ حق چار یار لاہور صفحہ ۹۲ جون/ جولائی ۱۹۹۰ء)

اسی اقتباس کے متعلق قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''غالباً اس بیان سے شہر دیوبند کی بھی تحقیر اس لیے کی گئی کہ دیوبند کی اہمیت اور عظمت چونکہ دارالعلوم دیوبند سے ہے اس لیے اس شہر کو بھی قوم کی نظروں میں اس وقت گرایا جائے تا کہ دیوبندی مسلک کے امتیازی نشان کی بھی کوئی اہمیت باقی نہ رہے۔ واللہ اعلم۔

(ماہنامہ حق چار یار لاہور صفحہ ۹۳،۹۴ جون/ جولائی ۱۹۹۰ء)

تبلیغی جماعت والے دیوبندی کہلانے سے شرماتے ہیں: مولوی سلیمان دیوبندی:

کلمۃ الہادی پر دیوبندی علماء کی تقاریظ میں شامل ایک تقریظ مولوی محمد سلیمان دیوبندی صاحب نے لکھی ہے یہ دیوبندی مولوی صاحب تبلیغی جماعت کے متعلق اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے

''جمہور علماء امت کے عقائد سے منحرف ہو جاتے ہیں اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے سے شرمتے ہیں جبکہ تبلیغ جماعت کی سرپرستی ہمیشہ علماء دیوبند نے کی ہے وقت لگانے کے بعد یہ علماء دیوبند کے کسی کام

میں شریک اور معاون نہیں ہوتے تبلیغی اکابر کا چاہیے کہ مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق اپنا قبلہ درست کریں۔''

(کلمۃ الہادی صفحہ ۴۱،۴۲ ناشر مکتبہ المفتی جامعہ فتاح العلوم نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ)

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی آب حیات سید عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی نے جوتوں پر ڈال دی:

مولوی عبد الجبار سلفی دیوبندی صاحب نے مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے

''کشمیر کے ایک علاقہ ڈھڈیال میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب آب حیات کو شاہ صاحب نے جوتیوں پر ڈالا تھا۔''

(سوط العذاب صفحہ ۵ ناشر ادارہ مظہر التحقیق کھاڑک ملتان روڈ لاہور)

مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی صاحب کی کتاب ''آبِ حیات'' میں درج اُن کا موقف جمہور سلف وخلف اور علماء امت کے خلاف ہے: سید ابو احمد حسین سجاد بخاری فاضل دیوبندی

مولوی ابو احمد حسین سجاد بخاری فاضل دیوبند مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی صاحب کی کتاب آب حیات میں ان کے موقف کے متعلق لکھتے ہیں کہ

''حضرت نانوتویؒ کی اختیار کردہ رائے جمہور سلف وخلف اور جمہور علماء امت کے خلاف ہے۔''

(اقامۃ البرھان صفحہ ۱۲ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی)

مماتی دیوبندیوں کی اکابر علماء دیوبند کے مسلک سے بغاوت:

قاضی زاہد الحسینی دیوبندی صاحب نے مماتی دیوبندیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ

''منکرین حیات (مماتی دیوبندی گروپ) نے اس کتاب (آب حیات از مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی) کو ناقابل فہم اور حضرت نانوتوی کا تفرد کہہ کر اکابر علماء دیوبند کے مسلک پر جرح کی۔'' (رحمت کائنات صفحہ ۴۰۲، ادارہ تحفظ حقوق نبوۃ مدنی روڈ اٹک شہر)

مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی کی طرف سے دیوبندی اکابر کی مصدقہ کتاب المہند پر عدم اعتماد:

مولوی عبد الحمید سواتی دیوبندی صاحب نے مولوی عنایت اللہ شاہ بخاری دیوبندی صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ

''اگر مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب کا المہند جس کو مرتب کرنے والے حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ہیں اور جس پر حضرت شیخ الہند سے لے کر حضرت مفتی کفایت اللہ تک تمام ذمہ دار حضرات کے دستخط موجود ہیں اس پر اطمینان نہیں تھا تو اس کے اظہار کی یہ صورت تو کسی طرح بھی اچھی نہیں تھی۔''

(فیوضات حسینی ترجمہ تحفہ ابراہیمیہ مقدمہ صفحہ ۱۴۵ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

دیوبندیوں کی اپنے اکابرین کی پیروی سے بغاوت:

مولوی دیوبندیوں کے شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد مدنی کے صاحبزادے مولوی اسعد مدنی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''آج تم دیوبند کے نقلی نعرے لگاتے ہو اور کہیں دیوبند نہیں ان کے اکابر کا کوئی نمونہ نہیں۔''

(تذکرہ و سوانح اسعد مدنی صفحہ ۲۲۴،۲۷۸ ناشر القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ)

مولوی ابو احمد سجاد حسین بخاری فاضل دیوبند کی مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب سے بغاوت:

سجاد بخاری دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ان کا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا اشرف تھانویؒ کی ان کتابوں کی اصلاح و تطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے (مثلاً ضعیف، شاذ، منکر، بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار و تنبیہ، بے سروپا حکایتیں بے سند اور گمراہ کن کرامتیں وغیرہ) جن کو اہل بدعت اپنے عقائد زائغہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کے لیے پیش کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے حالانکہ موضوع حدیثوں سے استدلال تو درکنار ان کو تو ذکر کرنا بھی جائز نہیں الا یہ کہ ان کا وضعی ہونا ظاہر کرنا مقصود ہو۔''

(اقامۃ البرہان صفحہ ۲۴، ۲۵ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی)

کسی شاعر نے انہی جیسے لوگوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

بہت اچھے بڑے سیدھے کہیں کے
ذرا دھبے تو دیکھو آستیں کے

❁❁❁

تحریف بن گزارا بالکل نہیں تمہارا
کیا تم ہو اہلحدیث؟

قسط دوم:

9۔ تفسیر احسن البیان دارالسلام نے چھاپی تو سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 98 کے تحت صفحہ نمبر 90 پر ''بخاری کتاب الرقاق باب التواضع'' کے حوالہ سے حدیث قدسی کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ ''من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالحرب'' (احسن البیان صفحہ 90 زیر آیت 98 مطبوعہ دارالسلام 1998) یہی الفاظ احسن البیان کے 2002 کے ایڈیشن میں بھی صفحہ 19 پر موجود ہیں۔ اور آج تک دارالسلام کے مطبوعہ احسن البیان میں بقرہ 98 کے تحت موجود ہیں یہی احسن البیان جب سعودی حکومت نے شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس سے چھاپا تو بھی یہی تحریف شدہ بخاری کی حدیث چھاپی اور حنوز چھپ رہی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیثِ قدسی کے جو الفاظ ارشاد فرمائے اور بخاری نے اپنی سند صحیح سے نقل کئے وہ یہ ہیں۔

من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع۔ رقم الحدیث حدیث نمبر 6502۔ فتح الباری شرح بخاری جلد 3 صفحہ 2856 مطبوعہ بیت الافکار الدولیہ عمان 2006۔ مختصر صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 579 رقم 2117 سال اشاعت فروری 2001ء۔ مختصر ریاض الصالحین صفحہ 93-92 رقم الحدیث 62۔ ریاض الصالحین باب فی الجاھدہ رقم الحدیث 95۔ مشکوۃ جلد 1 صفحہ 199 کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ، الفصل الاول رقم الحدیث 2156۔ الدین الخالص للنواب

صدیق حسن خان بھوپالی جلد 3 صفحہ 431 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ 1995-1415۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ مترجم جلد 1 صفحہ 163 رقم الحدیث 137) معزز قارئین آپ نے ملاحظہ کیا کہ دارالسلام بالخصوص، سعودی عرب کے وہابی بالعموم اولیاء اللہ سے کس قدر بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ کہ شان ماننا تو بڑی دور کی بات بخاری کی حدیث قدسی میں تحریف کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اور یہودی عادت تحریف سے وافر حصہ پاتے ہوئے حدیث قدسی، فرمان رسول اللہ ﷺ میں یہودیانہ تحریف کرڈالتے ہیں۔ نام نہاد اھلحدیث اس قدر دشمن حدیث ہو سکتے ہیں؟ جی ہاں الامان والحفیظ

تمام دنیا کے نام نہاد اہلحدیث حضرات میں سے کوئی تو معقول جواب دینے کی جرات کرے۔ حجاج بھی توجہ کریں۔ یہ حال ہے اس تفسیر کا جو حجاج میں مفت تقسیم کی جارہی ہے اور یہ ہے مشیر وفاقی شرعی عدالت پاکستان بخاری کی حدیث میں تحریف کرنے والے۔

10۔ جلاء الافہام امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم کی مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب میں ابن قیم نے درود وسلام پڑھنے کے 41 اہم مقامات بیان کئے ہیں۔ یہی کتاب دارالسلام نے جب ستمبر 2000ء میں چھاپی تو اردو ترجمہ اور خوبصورت طباعت کی آڑ میں 41 مقامات کو 40 مقامات میں تبدیل کر دیا اور صرف چودھواں مقام نکال کر دلوں میں بغض رسول ﷺ ہونے کا ثبوت فراہم کیا چودھویں مقام کا عنوان ہے **الموطن الرابع عشر من مواطن الصلاة علیه عند الوقوف علی قبره** درود شریف پڑھنے کا چودھواں مقام قبر انور کی زیارت ہے''۔

اس کے تحت مندرجہ ذیل 3 روایات موجود ہیں۔ جن کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

''حضرت سحنون فرماتے ہیں۔ ہم سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے بیان کیا وہ حضرت مالک کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ رسول اکرم ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑے تھے انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی۔ یہ روایت امام مالک نے مؤطا میں ذکر کی ہے۔

(مؤطا امام مالک 166/1)

امام مالک نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس تشریف لاتے تو رسول اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضری دیتے اور دعا مانگ کر واپس جاتے۔

ابن نمیر نے اپنی مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب وہ سفر سے تشریف لاتے تو رسول اکرم ﷺ کی قبرِ انور سے آغاز کرتے آپ پر درود شریف پڑھتے لیکن قبرِ انور کو (ادب کی وجہ سے) ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور پھر کہتے السلام علیك یا ابت اے ابّا جان (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) آپ پر سلام ہو۔

مندرجہ بالا تینوں روایات کو دارالسلام کے مترجم مطبوعہ نسخہ سے نکالنا حدیث پر ظلم عظیم ہے۔ ''گنبد خضراء کو زمین بوس کرنے کی گستاخی کا مطالبہ کرنے والے'' غیر مقلدین اب بغض وعناد کی اس پستی میں جا گرے ہیں۔ کہ احادیث کھرچ کھرچ کر کتابوں سے نکال کر محبت رسول ﷺ کے جذبات کو سینوں سے نکالنے کی پوری کوشش کررہے ہیں۔ گنبد خضراء کو زمین بوس کرنے کا مطالبہ سعودی حکومت کی مطبوعہ کتاب زیارتِ مسجد مصطفےٰ ﷺ 1428ھ مصنف محمد شاہد محمد شفیق میں موجود ہے۔ نقل کفر کفر نہ باشد معاذ اللہ ثمہ معاذ اللہ۔ (جاری ہے)

حضرت علامہ ابوالحسن محمد خرم رضا قادری صاحب کی والدہ محترمہ رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئی ہیں، مرحومہ نجیب الطرفین سیّدہ اور نہایت پرہیزگار خاتون تھیں۔ کلمہ حق کی انتظامیہ اُن کے لواحقین کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ نبی الامین۔

دوسری اور آخری قسط

مولوی منظور سنبھلی دیوبندی کی جہالتیں

فاضلِ جلیل علامہ وسیم عباس رضوی، حال مقیم کراچی

منظور نعمانی کی جہالت نمبر ۲۱:

منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

''حفظ الایمان کی اس عبارت کا صرف یہ مطلب ہے کہ رضا خانیوں (اہلسنت بریلوی) کے اس غلط اور بے بنیاد اصول پر کہ، جس کو بعض مغیبات کا علم بھی حاصل ہو عام ازیں کہ ایک کا ہو یا ایک کروڑ کا اسکو عالم الغیب کہا جاسکتا ہے۔'' (سیف یمانی، ص:۶۹)

قارئین اہلسنت یہ منظور نعمانی کی جہالت ہے کہ ہم اہلسنت بریلوی کی طرف ایسے اصول کی نسبت کی ہے کہ ہم میں کوئی بھی اسکا قائل نہیں ہے اگر کسی دیوبندی میں ہے دم تو یہ اصول ہمارے کسی معتبر عالم کی کتاب سے ثابت کرکے ان اتقیاء وعلامہ فہامہ کے تقوی وعلم کی لاج رکھے ورنہ انکی جہالت تسلیم کرے۔

منظور نعمانی کی جہالت نمبر ۲۲:

منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

''اگر کوئی احمق علم غیب عطائی کا یہ مطلب سمجھتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضور ﷺ کو کوئی ایسی قوت مدرکہ عطا فرمادی تھی جس سے آپ باختیار خود بدوں اعلام خداوندی مغیبات کا ادراک فرمالیتے تھے (جیسا کہ جاہل

رضا خانیوں سے میں نے خود سنا ہے) تو ایسا شخص بلا شبہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک کافر و مشرک ہے۔" (سیف یمانی، ص: ۷۹)

قارئین اہلسنت یہ بھی اس دیوبندی کی جہالت ہے کہ ہماری طرف ایسا عقیدہ منسوب کیا جسکا ہم میں سے کوئی قائل نہیں ہے منظور نعمانی کو چاہیے تھا کہ ہمارے کسی معتبر عالم کا قول ذکر کرتا کسی معتبر کتاب کا حوالہ دیتا کہ ہم سرکار ﷺ کے لیے اللہ کی عطاء کے بغیر علم غیب مانتے ہیں لیکن اس بیچارے کے پاس کہانیوں کے سوا کیا دلائل ہیں؟ لیکن آپکی توجہ اس طرف ضرور مبذول کرونگا کہ جو عقیدہ ہماری طرف منسوب کر کے یہ کہا کہ ایسا شخص تمام اہلسنت کے نزدیک کافر و مشرک ہے یہ انکے گنگوہی صاحب ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ اگر کوئی اللہ کی عطاء کے بغیر بھی سرکار کے لیے علم غیب مانتا ہے تو کافر نہیں ہے بلکہ تاویل کی جائے گی۔ منظور نعمانی کے قول سے گنگوہی صاحب تو تمام اہلسنت و جماعت کے نزدیک کافر و مشرک ہوئے۔

ہوئے جو آپ کافر میرا قصور کیا
جو کچھ کیا آپنے کیا بے خطا ہوں میں

ہے کوئی دیوبندی جو تاویل کر کے ثابت کرے کہ ایسا شخص کافر نہیں اور اپنے گنگوہی کو کافر ہونے سے بچائے۔

منظور نعمانی کی جہالت نمبر ۲۳:

یہ دیوبندی جہلاء نہ جانے کونسے نشے میں تھے کہ انکو یہ علم ہی نہیں ہے کہ کتاب کس کی ہے عبارت کس کی ہے۔ منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

"علامہ محقق ابن ہمام جن کے متعلق علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں، قد بلغ رتبة الاجتهاد اپنی کتاب مسائرہ میں لکھتے ہیں۔"

(سیف یمانی، ص: ۱۰۷)

قارئین اہلسنت پہلے بھی ہم نے اسپر لکھا ہے کہ ان جہلاء کو کتاب کا بھی علم نہیں

ہے کہ کس کی ہے۔ کچھ صفحات پہلے منظور نعمانی صاحب خود لکھ کہ آئے ہیں کہ مسائرہ ابن ہمام کی کتاب ہے وہاں تو اس کی جہالت تھی لیکن یہاں ابن ہمام کی کتاب مسائرہ بتا رہا ہے۔ اور جو عبارت لکھی ہے وہ مسائرہ میں نہیں ہے۔ ہے کوئی دیوبندی جو اپنے مناظرین کے سر سے یہ جہالت کا دھبہ دور کرے اور ہمیں دکھائے کہ مسائرہ میں یہ عبارت کہاں ہے۔ یہ منظور نعمانی اور تقاریظ میں نام لکھوانے اور اوپر سے یہ کہنے والے کہ اس کتاب کو حرف حرف پڑھا ہے۔ انکی جہالت ہے یہ عبارت مسامرہ (جو کہ مسائرہ کی شرح ہے) کے صفحہ ۱۹۸ (مطبوعہ النوریہ الرضویہ لاہور) پر موجود ہے۔ یہ عبارت امام ابن ہمام کی نہیں ہے بلکہ انکے شاگرد کی ہے لیکن یہ مضمون سرکار ﷺ کے متعلق نہیں ہے یہ ان جہلاء کا افتراء ہے کہ اسکو خلاف منشاء متکلم حضور ﷺ سے متعلق کر کے امام ابن ہمام کا قول بتاتے ہیں۔

سرکار ﷺ کی شدید گستاخی:

لیکن اس سے ان بدبختوں کا ایک گندہ عقیدہ ظاہر ہو گیا پہلے تو دیوبندی یہ کہا کرتے تھے کہ علوم دینیہ حضور ﷺ کیلیے تمامہا حاصل ہیں مگر یہاں ان جہلاء نے دل کی بات کہہ دی کہ بعض مسائل کا حضور ﷺ کو علم نہیں۔ اشرفعلی، عبدالشکور، شبیر احمد، مرتضی در بھنگی تو اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی گستاخیاں کر کے اپنے ٹھکانے کو پہنچ چکے مگر انکی معنوی اولاد تو باقی ہے وہ بتائیں کہ وہ کونسے مسائل ہیں جنکا علم خود ان دیوبندیوں کو تو ہے مگر انکے اعتقاد فاسدہ میں سرکار ﷺ کو نہیں۔

تف ہے ایسی بدعقیدگی پر علم غیب کہاں اب تو دیوبندی حضور ﷺ کے لیے مسائل دینیہ تک کا علم نہیں مانتے۔

(لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم)

منظور نعمانی کی جہالت نمبر ۲۴:

صاحب سیف یمانی نے علم غیب کی عجیب و غریب تعریف کی ہے جو یہ ہے:

"تحقیق یہ ہے کہ علم غیب حقیقۃً اس علم کو کہتے ہیں جس کا معلوم عالم

کے پاس انحاء وجود میں سے کسی قسم کے وجود کے ساتھ موجود نہ ہو۔"
(سیف یمانی، ص:۱۰۹)

اولاً، یہ تحقیق کہاں سے منقول ہے اسکا حوالہ بتاؤ۔ ثانیاً یہ کہ معدوم محض جمیع انحاء وجود سے عاری ہوتی کہ وجود علمی بھی نہ رکھتا ہو اسے معلوم کس لحاظ سے کہا گیا۔ اس کے معنی تو ہیں کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں کیونکہ علم ہو تو معلوم کا متعین فی العلم ہونا ضروری ہوگا اور اس کا یہ محقق قائل نہیں۔ بے دین نے علم الٰہی کا انکار کردیا۔ العیاذ باللہ

منظور نعمانی کی جہالت نمبر ۲۵:

قارئین اہلسنت منظور نعمانی صاحب قرآن کریم اور حضور ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء کرتے ہوئے اور جھوٹ کو انکے سر لگاتے ہوئے کہتا ہے:

"تو کوئی شبہ نہیں کہ ان (یعنی میلاد شریف وقیام میلاد) کی ممانعت حق تعالیٰ شانہ نے قرآن میں بھی فرمائی اور حبیب ذی شان ﷺ نے احادیث کریم میں بھی صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی انسے الگ رہنے کی تاکید کی اور حضرت امام اعظم نے بھی انسے الگ رہنے کی تعلیم دی۔" (سیف یمانی، ص:۱۰۲)

قارئین اہلسنت یہ اس بے حیاء اور بے شرم اور ان اتقیاء کا جھوٹ وافتراء ہے کہ قرآن نے میلاد منانے کی ممانعت کی اور سرکار ﷺ نے بھی منع فرمایا ان دیوبندیوں کے نزدیک صراحتاً ثبوت ہونا ضروری ہے اور ثبوت کے لیے بھی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ ہونا ضروری ہے۔ یہ منظور نعمانی ہم اہلسنت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے:

"کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس بے بنیاد دعوے کو کسی ایک نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ثابت کردے۔" (سیف یمانی، ص:۱۰۹)

قارئین اہلسنت دیکھا آپنے، اگر غیر سے مطالبہ کرنا ہے تو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ نص کا لیکن اپنے لیے ادھر ادھر کی باتیں کافی ہیں۔

میں تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ کوئی ایک نص قرآن اور حدیث اور تابعین

کے اقوال سے اور امام اعظم کے قول سے دکھادیں ورنہ اپنے ان اتقیاء پر یہ آیت مبارکہ کی تلاوت کریں۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین۔

ہمیں یہ علم ہے کہ کوئی دیوبندی بھی جرات نہ کریگا کہ اس جھوٹ کے داغ کو ان اتقیاء کے چہروں سے دور کرے اور صراحتاً دکھائے کہ قرآن میں صراحتاً ممانعت کہاں ہے اور تابعین کے اقوال میں اور امام اعظم کے اقوال میں صراحتاً ممانعت کہاں ہے۔ اگر نہیں تو پھر مانو کہ یہ تمہارے اتقیاء جھوٹے تھے۔

منظور نعمانی کی جہالت نمبر ۲۶:

صاحب سیف یمانی کافر: قارئین اہلسنت بیوقوف تو بہت ہونگے مگر ایسے بیوقوف جو اپنے کفر پر رجسٹری کروائیں ایسے جہلاء دیوبند میں بہت ملیں گے جیسا کہ سیف یمانی والے نے اپنی تکفیر خود کی اور جن کتابوں کی تصدیق کی تھی کہ ان میں توہین کا شائبہ بھی نہیں اسی کتاب تقویۃ الایمان نے منظور نعمانی کو کافر کہہ دیا۔ چنانچہ منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

"آہ! عالم قدس کے جس شہنشاہ نے شب معراج........"
(سیف یمانی، ص:۱۲۱)

اس منظور نعمانی نے سرکار ﷺ کو شہنشاہ کہا ہے اور دیوبندیوں کی معتبر کتاب تقویۃ الایمان کہتی ہے کہ یہ کفر ہے۔ تقویۃ الایمان میں ہے، "معبود، داتا، بے پرواہ، خداوند، خداگان، مالک الملک، شہنشاہ بولے یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی یا علی کی یا امام کی یا پیر کی یا ان کی قبروں کی قسم کھاوے سو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص:۲۴)

اب یہ تصدیق کرنے والے بھی اس کفر سے راضی اور منع نہیں کرتے۔ رضا بالکفر بھی کفر ہے تو ان اتقیاء (درحقیقت اشقیاء) کا کیا ٹھکانہ ہوگا کوئی دیوبندی ہی بتا سکتا ہے یا پھر راہ سنت ونور سنت کمپنی کا کوئی فرد بتادے کہ انکا جہنم میں کیا ٹھکانہ بنا ہے۔

ضروری نوٹ: اس مضمون کی تیاری کے لیے اکثر مواد اجمل العلماء سلطان المناظرین حضرت علامہ محمد اجمل سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ردِ سیف یمانی" سے لیا گیا ہے۔

❁❁❁

قارئین کلمہ حق کے لیے خوشخبریاں

میثم عباس قادری رضوی

1. بطلِ حریت حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوری رحمہ اللہ کا ایک نایاب رسالہ ''بیان قدرِ شبِ برأت'' راقم نے تخریج وحواشی کے ساتھ شائع کیا ہے۔ لاہور اور کراچی میں موجود اہل سنت کے مکتبوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ الحمدللہ۔

2. مناظرِ اسلام حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب نے یہ مشہور کیا کہ انہوں نے دیوبندی مسلک قبول کرلیا تھا (استغفر اللہ العظیم) اور قاضی مظہر حسین دیوبندی صاحب کے ایک عقیدت مند مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی صاحب نے بھی اپنی کتاب ''احوال دبیر'' میں مناظر اسلام حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کو دیوبندی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ جس کا رد تحقیقی رد ''بنام ملک دبیر پر محرفین کے پیدا کیے گئے شبہات کا ازالہ'' کیا گیا ہے جو کہ آفتاب ہدایت طبع اول کے سائز کے ۹۱ صفحات (کلمہ حق سائز کے ۱۲۸ صفحات) پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ کی کتاب آفتاب ہدایت کا تحریف سے پاک ایڈیشن میرے پاس موجود ہے۔ اسی قدیم ایڈیشن کا عکس اور مولانا کرم الدین دبیر کے مسلک کی بابت تحقیقی مقالہ پریس میں ہے ممکن ہے کہ جب یہ سطور آپ پڑھ رہے ہوں کتاب شائع ہوکر مارکیٹ میں آچکی ہو۔

3. خلیفہ اعلیٰ حضرت امام المناظرین شیر بیشہ اہل سنت حافظ قاری مولانا ابوالفتح محمد حشمت علی خاں لکھنوی رحمہ اللہ کے نایاب علمی تحقیقی رسائل کا مجموعہ راقم کی تخریج اور ضروری حواشی کے ساتھ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جلد یہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کردیا جائے گا۔

4. جوازِ میلاد شریف کے موضوع پر علماء اہلسنت کے نایاب رسائل کا مجموعہ بھی زیر ترتیب ہے۔

جوں ہی مجموعہ رسائل شیر بیشہ اہل سنت کی تکمیل سے فرصت ملی کلمہ حق کا خصوصی شمارہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کردیا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ خصوصی شمارے کا بھی بہت سا کام ہوچکا ہے۔

دیوبندیوں کی ہندو نوازی کا تازہ ثبوت

مسلمان ہندوؤں سے یکجہتی کیلئے گائے کی قربانی سے پرہیز کریں، علمائے دیوبند

لاہور (خالد محمود خالد) بھارت کی معروف اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے علماء نے فتویٰ جاری کیا ہے کہ مسلمانوں کو اپنی سالگرہ منانے کی اسلامی اور شرعی طور پر اجازت نہیں ہے۔ وہ مغرب کی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی سالگرہ منا کر شرعی طور پر گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے وائس چانسلر مولانا ابوالقاسم نعمانی نے فتویٰ جاری کر دیا ہے کہ مستقبل میں مسلمان اپنی سالگرہ منانے سے اجتناب کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ بھارتی ہندوؤں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے مسلمان گائے کی قربانی سے بھی پرہیز کریں۔

دیوبندیوں کی جماعت جمعیت علمائے اسلام لیبیا اور سعودی نجدیوں کی وظیفہ خوار

جے یو آئی سعودیہ اور لیبیا سے ڈالر وصول کرتی رہی: جنرل پاشا

بقیہ	جنرل پاشا	47

بجائے جانے سے گریز کیا اور تمام اجلاس میں یہ واحد لمحہ تھا جب تمام ایوان پارٹی وابستگی سے قطع تعلق خوش دکھائی دیا۔ دارالحکومت نے "ون ٹو ون" کو بتایا کہ مولانا عطاء الرحمٰن نے ڈی جی آئی ایس آئی سے سوال کیا کہ فوج کو علم ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر بھی ہمارے علاقوں میں آپریشن کئے جاتے ہیں۔ اسامہ بن لادن پہلے مجاہد اسلام تھا اور اب دشمن بن گیا اس پر ڈی جی آئی ایس آئی جنرل پاشا نے درخواست کی کہ مجاہدوں کی تاریخ پر بحث میں نہ جایا جائے اگر اس پر بحث کی گئی تو بات بہت آگے تک جائے گی اور سب کو معلوم ہو جائے گا کہ سعودی عرب اور لیبیا سے ڈالر کون وصول کرتا رہا ہے۔ تمام اراکین پارلیمنٹ نے اس پر ڈیسک بجائے اور اس شرمندگی پر مولانا عطاء الرحمٰن نے واک آؤٹ کیا لیکن 10 منٹ بعد وہ از خود ہی ایوان میں واپس آ گئے۔

تحفظ نظریات دیوبند اکادمی کراچی سے شائع شدہ ایک کتاب کے آخر میں لیبیا کے صدر کرنل قذافی کو مخالف اسلام قرار دیا گیا نیز سعودی نجدیوں کو بھی علمائے دیوبند نے المہند کتاب میں خارجی قرار دے رکھا ہے۔ لیکن انہی دیوبندیوں کی جماعت جمعیت علمائے اسلام کو کرنل قذافی اور سعودی نجدیوں سے ڈالر وصول کرتے وقت شرم وحیاء کیوں نہ آئی۔۔۔؟

(میثم عباس قادری رضوی)